اُتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ
اے محبوب پڑھو لے جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی اور نماز قائم
الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ
فرماؤ ۲ بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے ۳
وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ لَا
اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو ۵ اور اے مسلمانو
تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۗ ۖ اِلَّا الَّذِیْنَ
کتابیوں سے نہ جھگڑو مگر بہتر طریقہ پر ۶ مگر وہ جنہوں نے
ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ اُنْزِلَ
ان میں سے ظلم کیا ۷ اور کہو ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف اترا ۸ اور جو تمہاری
اِلَیْكُمْ وَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾
طرف اترا اور ہمارا تمہارا ایک معبود ہے اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں ۹

وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ
اور اے محبوب یوں ہی ہم نے تمہاری طرف کتاب اتاری ۱۰ تو وہ جنہیں ہم نے کتاب عطا
الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَ مِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ
فرمائی اس پر ایمان لاتے ہیں ۱۱ اور کچھ ان میں سے ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں ۱۲
وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوْا
اور ہماری آیتوں سے منکر نہیں ہوتے مگر کافر ۱۳ اور اس سے پہلے تم کوئی
مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا
کتاب نہ پڑھتے تھے ۱۴ اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں
لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ
ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے ۱۵ بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے

۱۔ خود پڑھو ثواب حاصل کرنے، اس کے معانی میں غور کرنے اور اپنے درجے بلند کرنے کے لئے یا دوسروں کو پڑھ کر سناؤ تاکہ لوگ تم سے سن کر قرآن شریف پڑھنا سیکھ لیں۔ معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن عبادت ہے۔ اس کی تبلیغ اہم ضروری ۲۔ یعنی اے محبوب آپ اپنی امت کی نماز قائم اور درست فرماؤ کہ انہیں پڑھ کر دکھا دو تاکہ وہ تمہاری نقل کریں۔ خیال رہے کہ جہاز میں سواریاں اور کپتان سب ہی سوار ہوتے ہیں، مگر مسافر تو پار لگنے کے لئے اور کپتان پار لگانے کے لئے۔ اسی لئے مسافر کرایہ دے کر اور کپتان تنخواہ لے کر سوار ہوتے ہیں۔ اسلام کے جہاز میں مومن اور نبی سب سوار ہیں، مگر مومن پار لگنے کے لئے حضور پار لگانے کے لئے۔ ہم نماز پڑھتے ہیں اپنی بخشش کے لئے۔ حضور پڑھتے ہیں ہم کو سکھانے کے لئے۔ امت اور نبی سب پر نماز فرض ہے مگر نوعیت فرضیت میں فرق ہے ۳۔ جو چیز عقلاً" بری ہو وہ فحش ہے جو صرف شرعاً" ممنوع ہو منکر ہے، جیسے زنا اور بت پرستی۔ صحیح نماز جو پابندی اور حضور دل سے ادا کی جائے وہ ضرور بری عادتیں چھڑا دیتی ہے۔ جو نمازی لوگ بری عادتوں سے نہیں بچتے دراصل وہ صحیح طور پر نماز ہی نہیں پڑھتے۔ منافقین، آج کل کے مرزائی وغیرہ نماز کے بہت پابند ہیں، فحش و منکر سے نہیں بچتے کیونکہ نماز صحیح نہیں پڑھتے۔ عشاق کہتے ہیں کہ یہاں الصلوۃ میں الف لام عہدی ہے اور اس سے وہ نماز مراد ہے جو حضور کی قائم کی ہوئی ہو۔ یعنی وہ نماز فحش اور منکر سے بچاتی ہے، جو اے محبوب نمازی کے دل میں آپ نے قائم کی ہو۔ خود اپنی قائم کردہ نماز سے یہ فائدے نہیں ہوتے غرضیکہ آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ ذکر اللہ سے مراد یا نماز ہے یعنی تمام عبادات میں نماز افضل ہے یا عام ذکر اللہ۔ کیونکہ تمام عبادات کا بدلہ جنت ہے اور ذکر الٰہی کا بدلہ ذکر ہے، رب فرماتا ہے۔ فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم، میں یعنی حضور تمام مخلوق میں افضل ہیں، رب فرماتا ہے۔ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا ۵۔ اپنی زندگی میں نیک و بد اعمال اور قبر میں یا آخرت میں کرو گے ۶۔ مضبوط دلائل پیش کر کے اور اچھے اخلاق دکھا کر۔ اس سے معلوم ہوا کہ مناظرہ میں سخت کلامی گالی گلوچ ہنسی مذاق سے پرہیز چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مناظرہ اچھی عبادت ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ علم مناظرہ سیکھنا چاہیے ۷۔ جو مسلمانوں کو ستائیں یا حضور کی شان میں گستاخی کریں یا جزیہ ادا کرنے میں کوتاہی کریں ان پر ڈانٹ ڈپٹ بلکہ بوقت ضرورت جہاد کرو۔ لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں محکم ہے ۸۔ اس ترتیب سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہمارا ایمان قرآن کریم پر پہلے ہے دیگر آسمانی کتابوں پر بعد میں، بلکہ ان آسمانی کتابوں پر ایمان صرف اس لئے ہے کہ قرآن کریم نے اس کا حکم دیا دوسرے یہ کہ قرآن پر ایمان بھی ہے اور عمل بھی، ان کتابوں پر صرف ایمان ہے عمل نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اہل کتاب تم پر توریت وغیرہ کا کوئی مضمون بیان کریں تو نہ ان کی تصدیق کرو نہ تکذیب بلکہ یوں کہہ دو کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کی کتابوں پر ایمان لائے ۹۔ تو چونکہ قرآن کریم بھی رب تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لئے اسے بھی مانتے ہیں۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ جو توریت و انجیل کو تو مانے قرآن کریم کو نہ مانے وہ درحقیقت رب تعالیٰ کو نہیں مانتا بلکہ اپنی خواہش نفسانی کو مانتا ہے۔ ۱۰۔ یعنی جیسے گزشتہ انبیاء پر کتابیں اتاریں ایسے ہی تم پر قرآن اتارا جب مسلمان ان پر اعتراض نہیں کرتے تو اہل کتاب قرآن اتارنے پر کیوں معترض ہیں ۱۱۔ آئندہ زمانے میں جبکہ آپ مدینہ پاک پہنچیں گے، کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور کتاب دینے سے مراد کتاب کا علم نافع عطا فرمانا

صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا

سینوں میں ہیں جن کو علم دیا گیا ؎ اور ہماری آیتوں کا انکار نہیں کرتے

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ

مگر ظالم ؎ اور بولے کیوں نہ اتریں کچھ نشانیاں ان پر انکے رب کی

رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ

طرف سے ؎ تم فرماؤ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں ؎ اور میں تو یہی صاف ڈر

مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

سنانے والا ہوں اور کیا یہ انہیں بس نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری ؎

يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ

جو ان پر پڑھی جاتی ہے ؎ بے شک اس میں رحمت اور نصیحت ہے ایمان والوں

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ

کے لیے ؎ تم فرماؤ اللہ بس ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ ؎

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ؎ اور وہ جو باطل پر

بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾

یقین لائے اور اللہ کے منکر ہوئے وہی گھاٹے میں ہیں ؎

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَلَوْلَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ

اور تم سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں ؎ اور اگر ایک ٹھہرائی مدت نہ ہوتی تو ضرور ان پر

الْعَذَابُ ؕ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾

عذاب آجاتا ؎ اور ضرور ان پر اچانک آئے گا جب وہ بے خبر ہوں گے ؎

يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ ۢ

تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے ؎

ع ۵ / ۱

(بقیہ صفحہ ۶۴۱) ہے۔ اس سے مراد سیدنا عبداللہ ابن سلام اور دیگر وہ علماء یہود ہیں جو اسلام سے مشرف ہیں ۱۲۔ مشرکین مکہ میں سے بھی کچھ لوگ فی الحال ایمان لے آتے ہیں اور آئندہ تو سب ہی ایمان لے آئیں گے ۱۳۔ کافر سے مراد وہ ضدی کافر ہیں جو جان بوجھ کر محض حسد سے حضور کا انکار کرتے تھے۔ جیسے علماء یہود یا مشرکین مکہ ۱۴۔ یعنی نبوت سے پہلے آپ پڑھتے لکھتے نہ تھے۔ بعد نبوت رب تعالیٰ نے دونوں علم آپ کو عطا فرمائے پڑھنا بھی اور لکھنا بھی' لہٰذا یہ آیت ان احادیث کے خلاف نہیں جن سے حضور کا لکھنا پڑھنا ثابت ہے جیسے صلح حدیبیہ میں کچھ تحریر فرمانا۔ ۱۵۔ اس طرح کہ کفار مکہ تو کہہ دیتے کہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اول سے ہی عالم فاضل لکھے پڑھے تھے اب آپ نے اپنے زور علم سے قرآن بنا لیا اور علماء اہل کتاب یہ کہتے کہ ہماری کتب میں نبی آخر الزمان کی علامات یہ لکھی ہیں کہ وہ پڑھے لکھے نہ ہوں گے اور آپ تو لکھے پڑھے ہیں لہٰذا آپ سچے رسول نہیں (معاذ اللہ) اب جبکہ آپ لکھے پڑھے نہیں تو کسی کو کسی شبہ کی گنجائش نہیں خیال ہے کہ لکھا پڑھا ہونا کچھ اور ہے عالم ہونا کچھ اور۔

۱۔ یعنی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روشن آیتوں والے ہیں جو اہل کتاب کے سینوں میں محفوظ ہیں کیونکہ اہل کتاب اول ہی سے حضور کو جانتے پہچانتے ہیں (ابن عباس رضی اللہ عنہ) یا وہ قرآن روشن آیات ہے جو عالموں' حافظوں کے سینوں میں تاقیامت روشن رہے گا کہ سوائے قرآن کریم کے اور کوئی کتاب اس شان کی نہ ہوئی (از خزائن العرفان) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ علماء اور حفاظ کا بڑا ہی درجہ ہے کہ ان کے سینے قرآن کریم کے گنجینے ہیں جس کاغذ پر قرآن لکھا جاوے وہ عظمت والا ہے تو جس سینے میں قرآن ہو وہ بھی عظمت والا۔ قرآن کے کاغذ کو گندا آدمی نہیں چھو سکتا تو قرآن والے سینے کو گندا شیطان انشاءاللہ نہ چھوئے گا۔ دوسرے یہ کہ قرآن میں کبھی تحریف نہیں ہو سکتی کیونکہ تبدیلی اور تحریف کاغذ میں ہو سکتی ہے سینوں میں نہیں ہو سکتی ۲۔ کفار مکہ جو کفر و سرکشی میں حد سے بڑھ چکے ہیں ۳۔ اس سے مراد وہ معجزات ہیں جن کا وہ مطالبہ کرتے تھے ورنہ حضور کے معجزات تمام پیغمبروں سے زیادہ ہیں ۴۔ حضور کے معجزات تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو بغیر اختیار ہر وقت آپ سے صادر ہوتے ہیں جیسے جسم پاک کا سایہ نہ ہونا یا پسینہ مبارک سے مشک و عنبر کی خوشبو۔ بعض وہ جن کے ظاہر کرنے میں حضور کو اختیار نہ دیا گیا' جیسے قرآنی آیات۔ بعض وہ جو حضور کے اختیار سے صادر ہوئے جیسے کنکر پتھروں سے کلمہ پڑھانا' چاند پھاڑنا' سورج لوٹانا۔ یہاں دوسرے قسم کے معجزات مراد ہیں ۵۔ یعنی عام معجزات میں بڑا معجزہ تو قرآن ہے جب یہ ہی انہیں کافی نہ ہوا تو جو معجزات وہ مانگتے ہیں وہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائیں گے اور ہلاکت کے مستحق ہوں گے کیونکہ منہ مانگے معجزات پر ایمان نہ لانا عذاب کا سبب ہوتا ہے لہٰذا ان کے منہ مانگے معجزات نہ ظاہر فرمانا بھی حضور کی رحمت ہے ۶۔ آج بھی اور آئندہ قیامت تک۔ مقصد یہ ہے کہ انبیاء کرام کے معجزات قصہ بن کر رہ گئے ہیں مگر یہ قرآن ایسا جیتا جاگتا معجزہ ہے جو ہمیشہ دیکھا جاتا رہے گا۔ اس پر ایمان نہ لانا انتہائی بدنصیبی ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ قرآن صرف مومنوں کے لئے رحمت ہے یعنی رحمت خاص اور عام رحمت تو سارے جہان کے لئے۔ اسی طرح ہمارے حضور کی عام رحمت تمام جہانوں کے لئے' خاص رحمت صرف مومنوں کے لئے' رب فرماتا ہے۔ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور فرماتا ہے۔ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۸۔ سبحان اللہ' رب تعالیٰ کی توحید کے حضور گواہ اور حضور کی نبوت کا رب تعالیٰ گواہ۔ خیال رہے کہ

(بقیہ صفحہ ۶۴۲) تاقیامت علماء اور صالحین کی گواہی دینا یہ سب کی گواہی ہے اسی طرح معجزات کا حضور سے ظاہر ہونا رب تعالیٰ کی گواہی ہے جیسے کسی کے پاس یونیورسٹی کا سرٹیفکیٹ ہونا۔ اور محکموں کی وردی پیٹی' تمغے' بجائے ان محکموں کی گواہی۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ رب نے ہمارے سامنے آکر گواہی نہ دی ۹۔ لہٰذا رب کی گواہی بہت مکمل اور اعلیٰ ہے۔ جس قدر علم کامل اسی قدر گواہی مکمل۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے برابر کوئی بندہ عالم نہیں کیونکہ حضور توحید الٰہی کے سب سے بڑے گواہ ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا منکر رب تعالیٰ کا منکر ہے کیونکہ اہل عرب رب تعالیٰ کے منکر نہ تھے حضور کی نبوت کے انکاری تھے لیکن انہیں رب کا منکر قرار دیا گیا۔

بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ

کافروں کو لہ جس دن انہیں ڈھانپے گا عذاب انکے اوپر اور ان کے پاؤں کے

مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾

نیچے سے اور فرمائے گا چکھو اپنے کئے کا مزہ ۲ؔ

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ

اے میرے بندو جو ایمان لائے بے شک میری زمین وسیع ہے ۳ؔ تو میری ہی

فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا

بندگی کرو ۴ؔ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے ۵ؔ پھر ہماری ہی طرف

تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ

پھرو گے اور بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ضرور ہم انہیں

مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

جنت کے بالاخانوں پر جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی ہمیشہ ان میں رہیں

فِيْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ

گے تو کیا ہی اچھا ہے اجر کام والوں کا ۶ؔ وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر

يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا

بھروسا رکھتے ہیں ۷ؔ اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے

اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَئِنْ

۹ؔ اللہ روزی دیتا ہے انہیں اور تمہیں ۱۰ؔ اور وہی سنتا جانتا ہے ۱۱ؔ اور اگر

سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ

تم ان سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین اور کام

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾

میں لگائے سورج اور چاند تو ضرور کہیں گے اللہ نے تو کہاں اوندھے جاتے ہیں ۱۲ؔ

۱۱۔ شان نزول نضر ابن حارث وغیرہ کفار مذاق کے طور پر کہا کرتے تھے کہ ہم آپ پر ایمان نہیں لائے ہم پر پتھر کیوں نہ برسے' ان کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتری (خزائن و روح) ۱۲۔ اس مدت سے مراد یا قیامت ہے یا ان کی موت یا آئندہ وہ جنگ و جہاد جن میں کفار ذلت اور خواری سے مارے جاویں گے اس میں اشارۃ" فرمایا گیا کہ اب وہ غیبی عذاب نہ آئیں گے جو اور انبیاء کے منکروں پر آئے کیونکہ آپ رحمت عالم ہیں ۱۳۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ غافل کی موت اچانک ہے اگرچہ بہت بیماری کے بعد ہو کیونکہ وہ وہاں کی تیاری نہیں کرتا۔ عاقل مومن کی موت مفاجات اچانک نہیں اگرچہ سوتے میں ہارٹ فیل ہو جائے کیونکہ وہ ہمیشہ موت کے لئے تیار رہتا ہے۔

ا۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ کفر و عناد اور بدکاریاں دنیا کا دوزخ ہیں جو غافل اور کافر کو یہاں گھیرے ہیں (روح) جیسے ایمان اور نیک اعمال مومن کے لئے دنیا کی جنت ہے۔ دوزخ و جنت میں یہ اعمال سزا و جزا کی شکل میں نمودار ہوں گے رب کا قہر یا فضل علاوہ ہو گا ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ مومن گنہگار اگرچہ دوزخ میں جاوے مگر اسے عذاب گھیرے گا نہیں۔ اس کی پیشانی' دل' سجدہ کے اعضاء محفوظ رہیں گے کیونکہ عذاب کا گھیرنا کافر کا عذاب ہے دوسرے یہ کہ کافروں کے فوت شدہ ناسمجھ بچے دوزخ میں نہ جائیں گے کیونکہ انہوں نے بد عملی نہ کی ۳۔ یعنی اے مکہ کے مسلمانو! اگر تم مکہ معظمہ میں رہتے ہوئے کھلے بندوں میری عبادت نہیں کر سکتے' کفار تمہیں روکتے ہیں' تو ہماری زمین بہت فراخ ہے یہاں سے ہجرت کر جاؤ اور ایسی جگہ رہو جہاں تمہیں عبادات کی آسانی اور آزادی ہو۔ ہجرت کامل وہی ہے' جو عبادات کی آزادی کے لئے ہو نہ کہ محض جسمانی حفاظت یا آرام کے لئے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ اس جگہ سے ہجرت کرنی فرض ہے جہاں عبادات کی آسانی نہ ہو' وہاں ہی تقیہ کر کے رہنا حرام ہے اس سے تقیہ کی جڑ کٹ گئی۔ اگر خلافت صدیقی و فاروقی میں عرب شریف ایسا دار الکفر بن گیا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان ظاہر فرمانے' اصلی قرآن دکھانے اور صحیح عبادت کرنے پر بھی قدرت نہ رکھتے تھے تو آپ پر وہاں سے ہجرت کرنا فرض تھا تقیہ کر کے وہاں رہنا حرام ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ ہر زندہ مخلوق کو موت ہے خواہ انسان ہو یا جن و فرشتہ اور ہر ماسوا اللہ کو فنا ہے خواہ جاندار ہو یا نہ ہو اسی لئے یہاں نفس فرمایا اور فنا کے ذکر پر نفس نہ فرمایا بلکہ ارشاد ہوا۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ. دوسرے یہ کہ موت سب کو ہے مگر موت کا بقا سب کو نہیں۔ انبیاء شہداء کو موت آنی ہے پھر زندگی دائمی ہے اس لئے ذائقہ فرمایا ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں بلندی ہے جس قدر نیکیاں زیادہ اسی قدر اس کا مقام اونچا اور بلند۔ ۷۔ یعنی عاملوں کے لئے اچھا ثواب ہے' اس میں

(بقیہ صفحہ ۶۴۳) اشارۃً فرمایا گیا کہ عاملوں کو جنت عدل سے ملے گی اور بعض غیر عاملوں کو رب کے فضل سے، جیسے مسلمانوں کے شیر خوار بچے اور دیوانے جو بغیر عمل فوت ہو جاویں اور وہ نو مسلم جو اسلام لاتے ہی فوت ہو جاوے اور وہ حضرات جو اس زمانے میں ایمان لائے تھے جب شرعی احکام بالکل نہ آئے اور اسی زمانے میں فوت ہو گئے۔ ۸۔ شان نزول: جب مسلمانوں کو مکہ معظمہ سے ہجرت کا حکم دیا گیا تو بعض نے کہا کہ ہم کہاں جائیں، کیسے جائیں، نہ کہیں ہمارا مکان نہ رہنے سہنے کھانے پینے کا انتظام۔ ہمیں کون کھلائے پلائے گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جس میں مسلمانوں کو توکل کی تعلیم دی گئی ۹۔ علماء فرماتے ہیں کہ صرف تین حیوان رزق

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚۙ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾

اللہ کشادہ کرتا ہے رزق اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے ۱ بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے ۲ اور جو تم ان سے پوچھو کس نے اتارا آسمان سے پانی تو اس کے سبب زمین زندہ کر دی مرے پیچھے ضرور کہیں گے اللہ نے ۳ تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کو بلکہ ان میں اکثر بے عقل ہیں ۴ اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں ۵ مگر کھیل کود ۶ اور بے شک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے کیا اچھا تھا اگر جانتے پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں ۷ اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی پر عقیدہ لا کر ۸ پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے جبھی شرک کرنے لگتے ہیں ۹ کہ ناشکری کریں ہماری دی ہوئی نعمت کی ۱۰ اور برتیں تو اب جاننا چاہتے ہیں اور کیا انہوں نے ۱۱ یہ نہ دیکھا کہ ہم نے حرمت والی زمین پناہ بنائی ۱۲ اور ان کے آس پاس والے لوگ اچک لئے جاتے ہیں تو کیا باطل پر یقین لاتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی نعمت سے ناشکری کرتے ہیں ۱۳

رکوع ۶ — وقف لازم

جمع کرتے ہیں۔ چیونٹی، چوہا، انسان۔ یہ کھاتے کم ہیں فکر زیادہ کرتے ہیں۔ ان کے سوا کوئی جانور روزی جمع نہیں کرتا۔ حالانکہ بعض جانور روزانہ بہت کھاتے ہیں جیسے ہاتھی، گینڈا وغیرہ ۱۰۔ یعنی جتنا رزق تمہارے مقدر میں ہے وہ ضرور پہنچے گا خواہ تم کسی جگہ بھی ہو۔ رازق تم نہیں ہم رازق ہیں ۱۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم رب تعالیٰ پر پورا توکل کرو تو تم کو پرندوں کی طرح رزق ملے کہ وہ صبح خالی پیٹ اٹھتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے واپس ہوتے ہیں۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی حضور کا انکار کر کے رب تعالیٰ کی توحید اور تمام صفات کا قائل ہو وہ مومن نہیں مشرک و کافر ہے۔ دیکھو یہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو تمام صفات سے موصوف مانتے تھے پھر مشرک تھے کیونکہ حضور کے انکاری تھے۔ شیطان اللہ کی توحید، صفات اور تمام ایمانیات کو مانتا ہے۔ مگر پھر بھی کافر ہے مشرک ہے کیوں؟ نبی کے انکار کی وجہ سے۔

۱۔ یعنی جسے چاہتا ہے مالدار کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے فقیر کرتا ہے، یا یہ مطلب ہے کہ ایک ہی بندے کو جب چاہے امیر کر دیتا ہے جب چاہے فقیر بنا دیتا ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ دوستوں کو فقیر کرتا ہے ان پر نظر کرم فرماتے ہوئے، دشمنوں کو امیر کرتا ہے ان پر قہر فرماتے ہوئے، کافر کی امیری قہر ہے مومن کی فقیری رحمت ہے ۲۔ وہ جانتا ہے کہ کون کس وقت امیری کے لائق ہے کون کس وقت فقیری کے لائق، لہٰذا اس کے انتخاب پر اعتراض نہ کرو اور اس غریبی اور امیری کو رب تعالیٰ کی محبوبیت و مردودیت کی دلیل نہ بناؤ۔ صحابہ کرام غریب ہیں مگر رب کے پیارے، ابوجہل وغیرہ امیر ہیں مگر مردود ہیں ۳۔ ان تمام اقراروں کے باوجود وہ مشرک ہیں اس لئے کہ وہ بعض بندوں کو رب کے ساتھ برابر کرتے ہیں چنانچہ وہ خود قیامت میں اقرار کریں گے۔ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ عیسائی یہودی حضرت عیسیٰ و عزیر علیہما السلام کو رب کا بیٹا بتاتے تھے ۴۔ کہ اس اقرار کے باوجود رب کے بعض بندوں کو رب کے برابر ٹھہراتے تھے رب فرماتا ہے۔ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۵۔ لیکن مومن کی زندگی حیات دنیا نہیں بلکہ آخرت کا ذریعہ ہے، لہٰذا وہ اس میں داخل نہیں۔ دنیا صفر ہے اور آخرت عدد، اگر صفر علیحدہ رہے تو کچھ بھی نہیں اور اگر عدد سے مل جائے تو اسے دس گنا کر دیتا ہے مومن کی دنیا آخرت کے ساتھ ہے کافر کی دنیا آخرت سے علیحدہ لہٰذا اس کی دنیا کھیل کود ہے اور مومن کی دنیا آخرت کا توشہ ۶۔ غافل کرنے والی چیز کو لہو کہتے ہیں اور بیکار و عبث کو لعب جس کا ترجمہ کھیل کود ہے۔ حیوان سے مراد وہ زندگی ہے جس میں نہ فنا ہو، نہ فساد نہ مصیبت اور آخرت کی زندگی سے مراد یا برزخ کی زندگی ہے یا قیامت کے بعد کی یا مومن کی دنیاوی زندگی، کیونکہ مومن فنافی اللہ ہو کر بقاباللہ کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ مومن کبھی نہیں مرتا رب فرماتا ہے بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ اس لئے آج ہم کلمہ میں

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے [۱] یا حق کو جھٹلائے [۲]

لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَالَّذِيْنَ

جب وہ اس کے پاس آئے [۳] کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں [۴] اور جنہوں نے ہماری راہ

جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾

میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے [۵] اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے [۶]

ع ۷ ۴

ركوعاتها ۶	۳۰ سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ ۸۴	اياتها ۶۰

سورۃ الروم مکی ہے اس میں ساٹھ آیتیں چھ رکوع ۸۱۹ کلمے ۳۵۳۴ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِىْۤ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ

رومی مغلوب ہوئے [۱] پاس کی زمین میں [۲] اور اپنی مغلوبی

بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ فِىْ بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ لِلّٰهِ

کے بعد عنقریب غالب ہوں گے [۳] چند برس میں [۴] حکم اللہ

الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ

ہی کا ہے آگے اور پیچھے [۵] اور اس دن ایمان والے

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۴﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ

خوش ہوں گے [۶] اللہ کی مدد سے [۷] مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہی ہے

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۵﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ

عزت والا مہربان اللہ کا وعدہ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا

لیکن بہت لوگ نہیں جانتے [۸] جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی

(بقیہ صفحہ ۶۴۴) کہتے ہیں۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر حضور زندہ نہ ہوتے تو کہا جاتا کہ اللہ کے رسول تھے۔ جب کلمہ نہ بدلا تو یقیناً" کلمے والا بھی نہ بدلا غرضیکہ جسمانی زندگی کو موت ہے ایمانی زندگی موت سے پاک ہے ۷۔ اور ڈوبنے کا اندیشہ ہوتا ہے ہوا مخالف ہوتی ہے تو ۸۔ یہاں اخلاص اور دین اصطلاحی معنی میں نہیں کیونکہ وہ کفار بے دین تھے' بے دین کے پاس اخلاص کہاں۔ مطلب یہ ہے کہ اس آفت میں صرف اللہ سے دعا کرتے ہیں بتوں کو نہیں پکارتے معلوم ہوا کہ وہ اپنے کفر میں بھی کچے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ جب کسی ہندو کی جانکنی سخت ہوتی ہے تو اس کے قرابتدار مسلمان کو بلا کر کلمہ پڑھواتے ہیں۔ وہ بھی سمجھتے ہیں کہ اللہ رسول کا نام مشکل کشا ہے اور اس وقت ہمارے بت کام نہیں آسکتے ۹۔ مشرکین مکہ جب دریا کے سفر کو جاتے تو اپنے بت اپنے ساتھ لے جاتے اور جب طوفان میں پھنس جاتے تو سارے پتھر پھینک دیتے اور اللہ سے دعائیں کرتے تھے۔ پھر جب بخیریت کنارے پر اترتے تو بت پرستی شروع کر دیتے تھے اس آیت میں ان کی اس حماقت کا ذکر ہے ۱۰۔ خیال رہے کہ لوگ تین قسم کے ہیں یعنی مصیبت میں رب کی یاد کرنے والے۔ بعض عیش میں اور بعض ہر حال میں۔ تیسری قسم کے لوگ عاقل ہیں پہلے دونوں غافل۔ کفار پہلی قسم کے غافل تھے کہ مصیبت میں رب کی یاد کرتے تھے آرام میں کفر ۱۱۔ کفار مکہ نے یا حرم شریف کے رہنے والے مشرکوں نے۔ ۱۲۔ یعنی ان پر اللہ تعالےٰ کا بڑا احسان ہے کہ انہیں حرم شریف کا باشندہ بنایا جس کا سب احترام بھی کرتے ہیں اور وہاں لوٹ مار قتل و غارت سے امن بھی ہے۔ معلوم ہوا کہ مقدس زمین میں رہنا بھی اللہ کی بڑی نعمت ہے' خوش نصیب ہے وہ مومن جسے مدینہ طیبہ میں قبر نصیب ہو جاوے' اللہ مجھ گنہگار کو بھی نصیب کرے ۱۳۔ یہاں نعمت اللہ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور باطل سے مراد بت ہیں۔ تمام نعمتوں میں حضور عظیم الشان نعمت ہیں کیونکہ دنیا کی تمام نعمتیں فانی ہیں حضور' نعمت باقی ہیں' ایمان' عرفان' قرآن سب حضور کی طفیل ہیں۔

۱۔ اللہ پر جھوٹ باندھنے کی بہت صورتیں ہیں۔ کافر کا بت پرستی کر کے یہ کہنا کہ اللہ نے اسی کا حکم دیا ہے۔ نبوت کا جھوٹا دعوےٰ کرنا اور کہنا کہ مجھے خدا نے نبی بنایا ہے۔ کتاب اللہ میں اپنی طرف سے خلط ملط کر دینا اور کہہ دینا کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ نبی کا انکار کرنا اور کہنا کہ آپ کو اللہ نے نبی نہیں کیا (معاذ اللہ) جھوٹا مسئلہ بیان کر کے کہنا کہ اللہ کا حکم ہے وغیرہ وغیرہ سب اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر جھوٹ برا ہے لیکن اگر جھوٹ کی نسبت کسی بڑی ہستی کی طرف کی جاوے تو بڑا گناہ ہے جھوٹی حدیث گھڑ کر یہ کہہ دینا کہ حضور نے یہ فرمایا ہے سخت جرم ہے ۲۔ حق سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ آپ کا ہر قول و فعل حق ہے آپ سراپا حق ہیں جو ان کے قدم سے وابستہ ہو جاوے وہ بھی حق ہے اگر عبادت کو ان سے بے تعلقی ہو جائے تو باطل ہے اگر ہمارے قصور کو ان کے قدم سے نسبت ہو جاوے تو وہ حق ہے ۳۔ یا ظاہری جسم شریف سے جیسے کفار مکہ کے پاس حضور کا تشریف لانا یا نورانیت اور روحانیت سے جیسے ہم مجوروں کے پاس حضور کا تشریف لانا۔ ۴۔ ہر کافر کا ٹھکانہ دوزخ ہے مگر جیسا کفر ویسا اس کا مقام ۵۔ یہ آیت کریمہ شریعت و طریقت کی جامع ہے یعنی جو توبہ میں کوشش کریں گے انہیں اخلاص کی جو طلب علم میں کوشاں ہوں گے انہیں عمل کی، جو اتباع سنت میں کوشش کریں گے انہیں جنت کی لحق تعالیٰ تک پہنچنے کے اتنے راستے ہیں جتنے تمام مخلوق کے سانس' اس لئے سبل جمع فرمایا ۶۔ اللہ کی رحمت' مغفرت کرم نیک کاروں

بقیہ صفحہ ۹۶۵ پر

ا۔ یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو آج غالب آگیا وہ ہمیشہ غالب ہی رہے گا اور جو آج مغلوب ہے وہ ہمیشہ مغلوب ہی رہے گا ۲۔ کہ ہم خود کبھی بیمار ہیں کبھی تندرست' کبھی عیش و آرام میں کبھی تکلیف میں کبھی مالدار کبھی فقیر۔ یہ ہی قوموں کا حال ہے بقاء اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ۳۔ جب اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور تمام چیزوں کو بغیر حکمت کے پیدا نہ فرمایا تو ہم جو اشرف المخلوق ہیں عبث اور باطل پیدا نہ کئے گئے' ہماری پیدائش کا کچھ مقصد ضرور ہے اگر ہم نے اپنا زندگی کا مقصد پورا کر دیا تو ہم زندہ ہیں ورنہ مردوں سے بدتر۔ ۴۔ یعنی ہمیشہ کے لئے نہ بنایا۔ آخر فنا ہو جائے گا اس لئے کمزور پیدا کیا۔ جیسے مسافر راستہ پر عارضی جھونپڑے' ڈال لیتے ہیں جو

مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۷﴾

دنیوی زندگی ۴ اور وہ آخرت سے پورے بے خبر ہیں

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ

کیا انہوں نے اپنے جی میں نہ سوچا ۵ کہ اللہ نے پیدا نہ کئے آسمان

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ

اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق ۶ اور ایک مقررہ میعاد سے ۷ اور بے شک

كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾ اَوَلَمْ

بہت سے لوگ اپنے رب سے ملنے کا انکار رکھتے ہیں ۸ اور کیا

يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا ۹ کہ دیکھتے کہ ان سے اگلوں کا انجام

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا

کیسا ہوا ۱۰ وہ ان سے زیادہ زور آور تھے ۱۱ اور زمین

الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ

جوتی اور آباد کی ان کی آبادی سے زیادہ ۱۲ اور ان کے رسول ان کے

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا

پاس روشن نشانیاں لائے ۱۳ تو اللہ کی شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرتا ہاں وہ خود ہی

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾ۭ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا

اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے ۱۴ پھر جنہوں نے حد بھر کی برائی کی ان کا انجام یہ ہوا

السُّوْۗآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ۧ

کہ اللہ کی آیتیں جھٹلانے لگے اور ان کے ساتھ تمسخر کرتے ۱۵

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾

اللہ پہلے بناتا ہے پھر دوبارہ بنائے گا پھر اس کی طرف پھرو گے ۱۶

کمزور ہوتے ہیں۔ ہمارے یہ اجسام عارضی جھونپڑے ہیں معلوم ہوا کہ فنا کے لئے بنے ہیں ۵۔ یعنی ان دلائل کے باوجود لوگ قیامت اور حشر کے منکر ہیں جو بالکل عقل کے مطابق ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردودوں کی اجڑی بستیوں کو جا کر دیکھنا تاکہ خوف الٰہی پیدا ہو اور محبوبوں کے آباد مقاموں کو جا کر دیکھنا تاکہ اس سے امید پیدا ہو جائز ہے اس کے لئے سفر مباح ہے۔ سفر عرس ثابت ہوا۔ حدیث شریف میں جو ارشاد ہوا کہ تین مسجدوں کے سوا کہیں سفر نہ کیا جاوے اس کا مطلب بالکل ظاہر ہے کہ ان تین مسجدوں کے سوا کسی مسجد میں سفر کر کے جانا یہ سمجھ کر کہ وہاں ثواب زیادہ ملے گا' ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار' یہ غلط اور ناجائز ہے ۷۔ کہ وہ تمام کفار اپنے پیغمبروں کی مخالفت کی وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے اگر انہوں نے حضور کی مخالفت کی تو ان کا بھی وہی انجام ہو گا اس سے معلوم ہوا کہ قیاس حق ہے یعنی علت مشترکہ کی وجہ سے مقیس علیہ کا حکم مقیس میں جاری کرنا ۸۔ چنانچہ قوم عاد و ثمود بڑے قد آور شہ زور تھے۔ عمریں بھی ان کی بہت دراز تھیں۔ عمارتیں بنانے میں بڑے ماہر تھے۔ بہت شہر آباد کئے تھے ان مکہ والوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھے ۹۔ کیونکہ ان کی زمین عرب کی طرح بنجر نہ تھی۔ کھیت و باغات کے لائق تھی۔ اور وہ قوم بھی نادان نہ تھی۔ ہوشیار تھی۔ کھیتی باڑی میں بہت ماہر تھی۔ اس لئے انہوں نے زمین خوب آباد کی تھی ۱۰۔ چنانچہ ہر زمانہ میں نبی اپنی قوم کے سامنے اس قسم کا معجزہ لایا جس کا اس زمانہ میں زور تھا۔ طب کے زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام نے مردے زندہ اور کوڑھی اچھے کئے۔ جادو کے زور کے زمانے میں موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی کو سانپ بنا کر دکھا دیا تاکہ اس فن کے استاد عاجز رہیں اور نبی کی تصدیق کرنے پر مجبور ہوں۔ اگر قادیانی نبی ہوتا تو آج سائنس کے زمانے میں کوئی ایسی چیز دکھاتا جس سے سائنس والے مات کھا جاتے۔ ۱۱۔ ظلم کے معنی ہیں کسی کی چیز میں بغیر مالک کی اجازت تصرف اور عملدر آمد کرنا۔ کافر کا کھانا' پینا' چلنا پھرنا ظلم ہے کہ رب کی بغاوت کر کے اس کی چیزوں کو استعمال کرتا ہے مومن کے یہ کام عبادت ہیں کہ وہ رب تعالیٰ کا مطیع ہے ۱۲۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جو سنت کا تارک ہو گا وہ ایک دن فرض کا تارک بھی ہو جائے گا اور جو فرض کا چھوڑنے کا عادی ہو گا وہ آخر کار عقیدے بھی چھوڑ بیٹھے گا۔ چور پہلے پہلی دیوار توڑتا ہے وہاں کامیاب ہو کر دوسری دیواروں میں نقب لگاتا ہے۔ لہذا دین کی پہلی دیوار سنت ہے اس کی حفاظت کرو' ورنہ باقی چیزوں کی خیر نہیں۔ دیکھو یہ کفار بد عملی سے بد عقیدگی میں پھنسے ۱۳۔ کیونکہ ایجاد مشکل ہوتی ہے دوبارہ بنانا آسان ہے جب تم مانتے ہو کہ خلق کا موجد اللہ تعالیٰ ہے تو قیامت میں خلقت کو دوبارہ پیدا فرمانے سے کیوں انکاری ہوتے ہو ۱۴۔ مطیع تو خوشی خوشی سے اور نافرمان جبرا" لہذا بہتر یہ ہے کہ خوشی خوشی رب کی طرف جاؤ مصرع یار خنداں رود بجانب یار

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ ﴿۱۲﴾ وَلَمْ يَكُنْ

اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرموں کی آس ٹوٹ جائے گی ؎۱ اور ان کے

لَّهُم مِّن شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءُ وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ

شریک ان کے سفارشی نہ ہوں گے ؎۲ اور وہ اپنے شریکوں کے منکر

كَافِرِينَ ﴿۱۳﴾ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَتَفَرَّقُونَ ﴿۱۴﴾

ہو جائیں گے ؎۳ اور جس دن قیامت ہوگی اس دن الگ ہو جائیں گے ؎۴

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي

تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے باغ کی کیاری

رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ﴿۱۵﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا

میں ان کی خاطر داری ہوگی ؎۵ اور وہ جو کافر ہوئے اور ہماری

بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ

آیتیں اور آخرت کا ملنا جھٹلایا وہ عذاب میں لا دھرے

مُحْضَرُونَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ

جائیں گے ؎۶ تو اللہ کی پاکی بولو جب شام کرو ؎۷ اور جب

تُصْبِحُونَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا

صبح ہو ؎۸ اور اسی کی تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں ؎۹ اور کچھ دن رہے ؎۱۰

وَحِينَ تُظْهِرُونَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ

اور جب تمہیں دوپہر ہو ؎۱۱ وہ زندہ کو نکالتا ہے مردے سے اور

يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

مردے کو نکالتا ہے زندے سے ؎۱۲ اور زمین کو جلاتا ہے اس کے مرے پیچھے ؎۱۳

وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُم مِّن

اور یونہی تم نکالے جاؤ گے ؎۱۴ اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ تمہیں پیدا کیا

ع ۲/۵

۱؎ معلوم ہوا کہ قیامت میں کیسی ہی شدت ہو مگر مومن کی آس نہ ٹوٹے گی۔ اسے نبی کی شفاعت رب کی رحمت سے امید ہوگی آس ٹوٹنی کافروں کے لئے خاص ہوگی کیونکہ ان کے جھوٹے معبودین شفاعت نہ کریں گے ہمارے نبی شفاعت کریں گے ۲؎ معلوم ہوا کہ سفارش نہ کرنی جھوٹے معبودوں کے لئے ہے۔ اللہ کے نبی' اولیاء' مخلوق کی شفاعت کریں گے ۳؎ کافر اپنے بتوں کی الوہیت کا مرتے وقت ہی منکر ہو جاتا ہے' اللہ رسول کو مان لیتا ہے مگر یہ ماننا کام نہیں آتا۔ اور قیامت میں اول اول تو کہیں گے کہ ہم مشرک تھے ہی نہیں۔ پھر اس کا اقرار کریں گے لہٰذا اس آیت کا دوسری آیتوں سے تعارض نہیں ۴؎ مومن و کافر قیامت میں ایسے الگ الگ ہوں گے کہ آئندہ پھر کبھی جمع نہ ہوں گے۔ اس کی تفسیر یہ آیت ہے۔ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ۔ ۵؎ مہمانوں کی طرح مگر وہ جنت کے مالک ہوں گے۔ یہ آیت علیحدہ ہونے کی تفسیر ہے۔ ۶؎ ہمیشہ کے لئے' کہ عذاب نہ کبھی دور ہو نہ ہلکا۔ لہٰذا یہ آیت صرف کفار کے لئے ہے مومن کتنا ہی گنہگار ہو اس کا عذاب ہمیشہ کا نہ ہوگا عارضی ہوگا جیسے بھٹی میں کوئلہ بھی جاتا ہے اور گندا سونا بھی۔ مگر سونا صاف ہونے کے لئے اور کوئلہ وہاں رہنے کے لئے' نکلنے کے لئے نہیں۔ نکلے گا فقط سونا ہی' پاک صاف ہو کر ۷؎ یعنی اس کی تسبیح پڑھو' کیونکہ ان اوقات میں تسبیح پڑھنے کے بڑے فضائل وارد ہیں' یا ان وقتوں میں نمازیں پڑھو کیونکہ نماز میں تسبیح و تحمید سب ہی کچھ ہے اور ان وقتوں میں زندگی میں انقلاب ہوتا ہے لہٰذا چاہیے کہ ہر حالت اللہ کے ذکر سے شروع ہو۔ نماز پنج گانہ کے اوقات اور تعداد رکعات کے نکات ہماری کتاب اسرار احکام میں ملاحظہ کرو ۸؎ شام میں مغرب و عشاء کی نمازیں آگئیں اور نماز فجر' تین نمازیں یہ ہوئیں ۹؎ یہ جملہ معترضہ ہے یعنی تمام آسمان و زمین والے خصوصیت سے ان اوقات میں اللہ کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں اے انسان! تم اشرف الخلق ہو تم ان اوقات میں کیوں غافل رہتے ہو۔ یا یہ معنی ہیں کہ زمین و آسمان والوں پر رب کی حمد لازم ہے کہ وہ ان کا خالق و رازق ہے ۱۰؎ عَشِيًّا میں نماز عصر اور تُظْهِرُونَ میں نماز ظہر مراد ہے کیونکہ ظہر ظہیرہ سے بنا' یعنی دوپہر خیال رہے کہ عربی میں صبح سے دوپہر تک غدا' دوپہر سے رات کے اول حصہ تک عشاء اور نصف رات کے بعد کو سحور کہتے ہیں۔ جو کوئی ان اوقات میں نماز کی پابندی کرے وہ گویا ہر وقت اللہ کی یاد میں رہتا ہے۔ ۱۱؎ اس میں نماز پنج گانہ کی فرضیت اشارۃً مذکور ہے کیونکہ سبحان اللہ سے مراد نماز ہے جز سے کل مراد۔ باقی آیت میں اوقات کا ذکر ۱۲؎ اس طرح کہ جاندار سے بے جان نطفہ یا انڈا پیدا فرماتا ہے اور مومن سے کافر' متقی سے فاسق' عاقل سے غافل کو پیدا کرتا ہے اور نطفہ یا انڈے سے جاندار حیوان۔ کافر سے مومن' غافل سے عاقل' فاسق سے متقی بندے پیدا فرماتا ہے کیسی شان والا ہے۔ سبحان اللہ ۱۳؎ کہ خشک زمین پر بارش برسا کر وہاں سبزہ اگاتا ہے اور سیاہ دل پر فیض نبوت کی بارش برسا کر وہاں ایمان و تقویٰ کا سبزہ اگاتا ہے۔ ۱۴؎ قیامت میں اپنی قبروں سے' خیال رہے کہ موت کے بعد بندہ جہاں بھی رہے وہی اس کی قبر ہے۔ قبر عالم برزخ کو کہتے ہیں لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ جو لوگ دفن نہ ہوں وہ کیسے اور کہاں سے اٹھیں گے۔

۱۔ یا تو اس طرح کہ تمہارے دادا حضرت آدم کو مٹی سے بنایا' یا اس طرح کہ تم نطفہ سے بنے اور نطفہ غذا سے اور غذا مٹی سے ۲۔ خیال رہے کہ مٹی جمادات میں
داخل ہے اور انسان حیوانات ہیں' جماد اور حیوان میں بہت فاصلہ ہے لہٰذا یہ پیدائش بہت عجیب ہے ۳۔ یعنی بیویاں' چونکہ عورت کی پیدائش مرد سے ہے یعنی حضرت
حوا آدم علیہ السلام سے پیدا ہوئیں اس لئے اس طرح خطاب ہوا۔ یعنی تم مردوں سے عورتیں بنائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کا نکاح جانور' جن وغیرہ سے نہیں
کیونکہ بیوی اپنی جنس کی چاہیے۔ حور اگرچہ انسان یعنی آدم علیہ السلام کی اولاد میں نہیں مگر جنت دوسری دنیا ہے وہاں کے احکام جداگانہ ہیں اس ہی لئے آدم علیہ

تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ

مٹی سے ۱؎ پھر جبھی تم انسان ہو دنیا میں پھیلے ہوئے ۲؎ اور اس کی نشانیوں

اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا

سے ہے کہ تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے ۳؎ کہ ان سے آرام پاؤ ۴؎

وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی ۵؎ بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان

لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ

کرنے والوں کے لئے ۶؎ اور اس کی نشانیوں سے ہے آسمانوں اور

الْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ

زمین کی پیدائش ۷؎ اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف ۸؎ بے شک اس میں

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ

نشانیاں ہیں جاننے والوں کے لئے اور اس کی نشانیوں میں سے ہے رات

وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

اور دن میں تمہارا سونا اور اس کا فضل تلاش کرنا ۹؎ بے شک اس میں نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا

سننے والوں کے لئے ۱۰؎ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے ڈراتی

وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ

اور امید دلاتی ۱۱؎ اور آسمان سے پانی اتارتا ہے تو اس سے زمین کو زندہ کرتا

بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾

ہے اس کے مرے پیچھے بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے ۱۲؎

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ

اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں ۱۳؎ پھر

السلام کی بیوی اس وقت جنت میں صرف حوا تھیں کسی
حور سے اختلاط نہ تھا ۴۔ معلوم ہوا کہ مرد روزی کمانے
کے لئے ہے' عورت مرد کو آرام دینے کے لئے عورتوں کا
کمانا' مردوں کا گھر کی خدمت کرنا فطرت کے خلاف ہے
اسی لئے عورتوں کو حیض و نفاس وغیرہ ایسے عوارض دیئے
گئے' جن میں انہیں گھر میں رہنا پڑتا ہے۔ ۵۔ کہ قدرتی
طور پر خاوند و بیوی میں آپس میں محبت ہوتی ہے اگرچہ
پہلے اجنبی ہوں بلکہ نکاح سے دو خاندان اور کبھی دو ملک
مل جاتے ہیں اس لئے اسے نکاح کہتے ہیں یعنی ملانے والی
چیز۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرد کو بیوی کے عزیزوں سے
اور عورت کو خاوند کے عزیزوں سے محبت ہونا اللہ کی
رحمت ہے نااتفاقیاں اللہ کا عذاب ۶۔ کہ جانوروں میں نر
و مادہ ہیں مگر ان میں وہ الفت و محبت اور معاشرت نہیں جو
انسانوں میں ہے حالانکہ جماع اور اولاد جانوروں میں بھی
ہے ۷۔ اس طرح کہ تمہاری عقلیں اب تک معلوم نہ کر
سکیں کہ مٹی اور آسمان کس چیز سے بنے ہیں ۸۔ کہ
انسان کے سوا تمام جانور غذا' بولی' شکل میں یکساں ہیں۔
انسان ان چیزوں میں مختلف ہے پھر سب کو اسلام نے
یکساں بنا دیا کہ سب کا کلمہ' نماز' رسول' کعبہ ایک ہو گیا
غرضیکہ انسان کو رنگ' بو' بولی' شکل و صورت نے بکھیرا
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کیا۔ ۹۔ اس طرح
کہ رات سونے کے لئے اور دن روزی کمانے کے لئے
اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے کے لئے بنایا تاکہ دن بھر
تھک کر رات کو آرام کر لو۔ چونکہ جنت میں کمانا اور
تھکنا نہ ہو گا لہٰذا نہ وہاں رات ہو گی نہ نیند ۱۰۔ کہ اس
سونے اور جاگنے سے مرنا اور مرجانے کے بعد قیامت میں
اٹھنا معلوم کر لیں اور اس پر ایمان لائیں۔ ۱۱۔ بجلی چمکنے پر
بارش کی امید اور اس کے گرنے کا اندیشہ اور خوف ہوتا
ہے لہٰذا یہ امید اور خوف دونوں کی جامع ہے۔ ۱۲۔
معلوم ہوا کہ علم و عقل اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتیں ہیں مگر
جب کہ ان سے ایمان اور ایمانیات کا پتہ لگایا جاوے ورنہ
یہ علم و عقل ہلاک بھی کر دیتے ہیں رب فرماتا ہے وَاَضَلَّهُ

اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ دیکھو اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا کہ ان چیزوں سے علم والے عقل والے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ انسان علم و عقل کی وجہ سے دوسری مخلوق سے افضل
ہے ۱۳۔ اس سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زمین و آسمان حرکت نہیں کرتے' دونوں ٹھہرے ہوئے ہیں' صرف تارے متحرک ہیں' رب فرماتا ہے كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ
يَّسْبَحُوْنَ۔ کیونکہ حرکت قیام کے خلاف ہے۔

إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذَا أَنتُمْ تَخْرُجُونَ ﴿۲۵﴾

جب تمہیں زمین سے ایک ندا فرمائے گا[۱] جبھی تم نکل پڑو گے[۲]

وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ ﴿۲۶﴾

اور اسی کے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کے زیر حکم ہیں[۳]

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ

اور وہی ہے کہ اول بناتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا[۴] اور یہ تمہاری سمجھ میں اس پر

عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

زیادہ آسان ہونا چاہیئے[۵] اور اسی کے لیے ہے سب سے برتر شان آسمانوں اور زمین میں[۶]

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۲۷﴾ ضَرَبَ لَكُم مَّثَلًا مِّنْ أَنفُسِكُمْ

اور وہی عزت و حکمت والا ہے تمہارے لیے[۷] ایک کہاوت بیان فرماتا ہے خود تمہارے اپنے

هَل لَّكُم مِّن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن شُرَكَاءَ

حال سے کیا تمہارے لیے تمہارے ہاتھ کے مال غلاموں میں سے کچھ شریک ہیں

فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ

اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی تو تم سب اس میں برابر ہو[۸] تم ان سے ڈرو جیسے آپس میں

أَنفُسَكُمْ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۲۸﴾

ایک دوسرے سے ڈرتے ہو[۹] ہم ایسی مفصل نشانیاں بیان فرماتے ہیں عقل والوں کیلئے

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ فَمَن

بلکہ ظالم اپنی خواہشوں کے پیچھے ہو لیے بے جانے[۱۰] تو اسے

يَهْدِي مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿۲۹﴾

کون ہدایت کرے جسے خدا نے گمراہ کیا[۱۱] اور ان کا کوئی مددگار نہیں[۱۲]

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ

تو اپنا منہ سیدھا کرو[۱۳] اللہ کی اطاعت کیلئے ایک اکیلے اسی کے ہو کر[۱۴] اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر

۱۔ یعنی تم کو تمہاری قبروں سے بلائے گا اس طرح کہ بلاتے وقت تم قبروں یعنی عالم برزخ میں ہو گے نہ کہ بلانے والا جیسے کہا جاتا ہے کہ میں نے زید کو گھر سے بلایا یعنی زید کے گھر سے ۲۔ زندہ ہو کر قبروں سے نکل کر وہاں پہنچو گے جہاں قیامت ہو گی یعنی میدان شام میں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے بندوں کے کام اللہ کے کام مانے جاتے ہیں' اس وقت پکارنا' ندا فرمانا حضرت اسرافیل کا کام ہو گا مگر رب نے فرمایا کہ اللہ پکارے گا۔ دوسرے یہ کہ سب زمین سے اٹھیں گے کوئی آسمان سے نہ اترے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر تشریف لا کر یہاں دفن ہوں گے ۳۔ یعنی تکوینی حکموں میں سب زیر حکم ہوں گے اگرچہ تشریعی حکموں میں بعض نافرمان۔ دیکھو مرنے جینے' صحت بیماری خوبصورتی وغیرہ میں ہم کو کچھ اختیار نہیں' تابع فرمان الٰہی ہیں۔ نماز روزہ وغیرہ میں رب نے ہم کو اختیار دیا ہے تو کوئی پڑھتا ہے کوئی نہیں ۴۔ حضرت اسرافیل کے صور پھونکنے پر کہ پہلے صور پر سب کچھ فنا ہو جائے گا۔ اور دوسرے پر سب کچھ پیدا ہو گا۔ غرضیکہ مخلوق کی ابتدا آہستگی سے مگر اعادہ اچانک ہو گا۔ ۵۔ سبحان اللہ! کیا پاکیزہ ترجمہ ہے کیونکہ آیت کا منشا یہ نہیں کہ رب پر خلقت کی ابتدا مشکل تھی اعادہ آسان ہو گا۔ اس پر کوئی شے مشکل نہیں بلکہ یہ اس قانون کا بیان ہے جس کا مخلوق کو تجربہ ہے کہ مخلوق پر ایجاد مشکل ہے۔ اعادہ آسان۔ مگر تم اے بیوقوفو! یہ تو مانتے ہو کہ اللہ نے سب کچھ ایجاد کیا مگر اعادہ ناممکن سمجھتے ہو۔ کیسے بے عقل ہو ۶۔ اس طرح کہ اس کی ہر صفت ہر شان مخلوق کی صفات سے کہیں اعلیٰ و بالا ہے۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں کہ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ. مثل اور مثل میں فرق ہے۔ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ الخ میں رب کے نور کی تمثیل ہے تشبیہ نہیں ۷۔ اس میں مشرکین سے خطاب ہے جو اپنے جھوٹے معبودوں کو رب تعالیٰ کا بندہ مان کر اس کا شریک مانتے تھے یعنی بندگی اور شرکت جمع نہیں ہو سکتی ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرک کا دارومدار اس پر ہے کہ کسی بندے کو رب کے برابر مانا جاوے۔ اس طرح کہ اس کی اولاد یا رب کو اس کا حاجت مند مانا جاوے۔ بغیر برابری کے عقیدے کے شرک ناممکن ہے ۹۔ چنانچہ مشرکین عرب اپنے معبودوں کی رب تعالیٰ پر دھونس اور زور مانتے تھے کہ رب تعالیٰ کو ان بندوں سے خوف ہے کہ اگر یہ بگڑ گئے تو میری سلطنت نہ چل سکے گی۔ اس لئے یہاں خوف کا ذکر فرمایا اس دھونس کی شفاعت کی قرآن کریم نے تردید فرمائی ہے۔ عزت و محبت کی شفاعت بعض بندوں کے لئے ثابت ہے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ عقائد میں تقلید' ظن' گمان کا اعتبار نہیں' عقاید یقینی تحقیقی چاہئیں۔ ۱۱۔ اس طرح کہ اس کی شامت نفس کی وجہ سے اس میں گمراہی پیدا فرما دی' ورنہ اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا یعنی اسے گمراہ ہونے کا حکم نہیں دیتا ۱۲۔ دنیا و آخرت میں عذاب آنے کے وقت۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے بہت سے مددگار بنا دیئے ہیں بے یار و مددگار ہونا کفار کا عذاب ہے ۱۳۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم' تاکہ تمہیں دیکھ کر لوگ سیدھے ہو جائیں یا اے مسلمانو ہمیشہ سیدھے رہو یا اے کافرو سیدھے ہو جاؤ ۱۴۔ اس طرح کہ کسی بدمذہبی کی تم میں ملاوٹ نہ ہو اور بدمذہب کی طرف میلان نہ ہو۔ خالص سونا قیمتی' خالص ایمان قابل قدر ہے۔

النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ
لوگوں کو پیدا کیا ۲ اللہ کی بنائی چیز نہ بدلنا ۳ یہی سیدھا دین

الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ مُنِيبِينَ
ہے ۳ مگر بہت لوگ نہیں جانتے اس کی طرف رجوع لاتے

إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ
ہوئے ۴ اور اس سے ڈرو اور نماز قائم رکھو ۵ اور مشرکوں سے

الْمُشْرِكِينَ ﴿٣١﴾ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا
نہ ہو ۶ ان میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ۷ اور ہو گئے

كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٣٢﴾ وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ
گروہ گروہ ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اسی پر خوش ہے ۸ اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے ۹

ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُمْ مِنْهُ
تو اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے ۱۰ پھر جب وہ انہیں اپنے پاس سے

رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾ لِيَكْفُرُوا
رحمت کا مزہ دیتا ہے ۱۱ جبھی ان میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے ۱۲ کہ ہمارے

بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣٤﴾ أَمْ أَنْزَلْنَا
دیئے کی ناشکری کریں، تو برت لو اب قریب جاننا چاہتے ہو ۱۳ یا ہم نے ان پر

عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ﴿٣٥﴾
کوئی سند اتاری کہ وہ انہیں ہمارے شریک بتا رہی ہے ۱۴

وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ
اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں اس پر خوش ہو جاتے ہیں ۱۵ اور اگر انہیں کوئی

سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ﴿٣٦﴾ أَوَلَمْ
برائی پہنچے بدلہ اس کا جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا جبھی وہ ناامید ہو جاتے ہیں ۱۶ اور کیا انہوں نے

۱۔ چنانچہ ہر بچہ اس توحید اور دین پر پیدا ہوتا ہے جس کا اس نے میثاق کے دن عہد کیا تھا۔ ۲۔ اس طرح کہ کوئی بچہ کفر پر پیدا ہو جائے یہ ناممکن ہے ہاں ہوش سنبھال کر کوئی مومن رہتا ہے کوئی کافر ہو جاتا ہے ۳۔ جو رب تک پہنچنے کا سیدھا راستہ ہے۔ خیال رہے کہ یہ آیت اس حدیث کے خلاف نہیں کہ جس بچے کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا وہ کافر پیدا ہوا تھا کیونکہ وہاں کافر پیدا ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس کی طبیعت پیدائشی طور پر مائل بہ کفر تھی ۴۔ یعنی فطری دین پر قناعت نہ کرو بلکہ اپنی زندگی کی ہر حالت میں رب کی طرف رجوع رکھو کیونکہ فطری ایمان کا اعتبار نہیں وہ ایمان بخشش کا مدار نہیں اس لئے مشرک کے فوت شدہ بچے پر نہ نماز جنازہ ہوتی ہے نہ دفن و کفن وغیرہ۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ بندہ گناہ کر کے بھی رب کی طرف رجوع کرے اور نیکی کر کے اس سے آس رکھے اپنے نفس پر اعتماد نہ کرے وہ قبول فرمالے تو بیڑا پار ہے ۵۔ اس طرح کہ ہمیشہ نماز پڑھو ٹھیک پڑھو۔ دل لگا کر پڑھو' خوشدلی سے پڑھو۔ اسے بوجھ نہ سمجھو۔ یہ تمام باتیں قائم رکھنے میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نماز قائم کرنے کی توفیق دے ۶۔ معلوم ہوا کہ نماز نہ پڑھنی عملی شرک ہے۔ بعض لوگ ترک نماز کو کفر فرماتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ آیت اور وہ حدیث ہے مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ۔ مگر حق یہ ہے کہ گناہ کفر نہیں ہوتا۔ رب فرماتا ہے۔ وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا آپس میں لڑنا بھڑنا گناہ کبیرہ ہے، مگر انہیں مومنین فرمایا گیا۔ اس حدیث اور اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ نماز چھوڑنا مشرکوں کا کام ہے تم ان میں سے نہ بنو ۷۔ اپنے دین سے مراد ان کا شرک ہے اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ سب ایک عقیدہ پر قائم نہیں۔ کوئی دو خدا مانتا ہے کوئی تین کوئی زیادہ۔ ایسے ہی ہر فرقہ نے دینی قوانین مختلف گھڑ لئے۔ خود ایک عقیدے اور ایک قانون پر متفق نہیں۔ ۸۔ یعنی وہ سب جھوٹے ہیں مگر ان میں سے ہر فرقہ اپنے جھوٹ کو سچ' باطل کو حق سمجھ کر خوش ہو رہا ہے اس آیت کا تعلق اسلامی فقہاء کے اختلاف سے کچھ نہیں۔ شافعی' مالکی' حنفی ہونا دین میں اختلاف نہیں، فروعی مسائل میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف بھی تحقیق کی بنا پر ہے نہ کہ نفسانیت کی وجہ سے۔ اسی طرح اسے صحابہ کے اختلاف سے کچھ تعلق نہیں۔ خیال رہے کہ انبیاء کا اصلی دین ایک ہی تھا اعمال میں فرق تھا۔ لہذا یہ آیت انبیاء پر بھی چسپاں نہیں ہو سکتی۔ ہاں اس میں وہ اسلامی فرقے داخل ہیں جو حد کفر تک پہنچ چکے ہیں جیسے قادیانی چکڑالوی وغیرہ کہ انہوں نے دین کے ٹکڑے کر دیئے۔ حضور نے فرمایا کہ میری امت کے ۷۳ فرقے ہوں گے۔ ایک کے سوا سب دوزخی۔ ۹۔ یہاں لوگوں سے مراد کفار و مشرکین ہیں اور تکلیف سے مراد دنیاوی مصیبتیں ہیں جیسے بیماری' قحط سالی جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ۱۰۔ بہت دفعہ مصیبت کے وقت کفار مکہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر رب تعالیٰ سے دعا کراتے تھے۔ فرعون بھی مصیبتوں میں موسیٰ علیہ السلام سے دعا کراتا تھا۔ اب بھی بڑے سخت مشرک بیماریوں میں مسلمانوں سے دعا کراتے ہیں یہ سب ان کا رب تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کافروں کو بھی اللہ کی بعض رحمتیں مل جاتی ہیں خواہ اس طرح کہ انکی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ یا ویسے ہی یا جن مسلمانوں سے دعا کراتے ہیں ان کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ ۱۲۔ یعنی بعض کفار مصیبت میں توبہ کرنے کے بعد مومن ہو جاتے تھے اور بعض کفر و شرک کرنے لگتے تھے۔ رب فرماتا ہے فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ اس لئے یہاں فریق فرمایا گیا۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ آرام میں رب کو بھول جانا اور تکلیف میں

(بقیہ صفحہ ۶۵۰) اسے یاد کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ مومن وہ ہے جو ہر حال میں رب کو یاد کرتا رہے ۱۴۔ یعنی اے مشرکو! اگر تمہارے پاس اس کفر و شرک کی دلیل ہے تو پیش کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے اور کافر وغیرہ کو رسوا کرنے کے لئے اس سے دلیل مانگنا جائز بلکہ ثواب ہے۔ ہاں یہ سمجھ کر دلیل مانگنا کہ شاید یہ سچا ہو' کفر ہے لہٰذا فقہا کا فتویٰ اس آیات کے خلاف نہیں ۱۵۔ یعنی فخر کا خوش ہونا جو برا ہے نہ کہ شکر خوشی جو عبادت ہے۔ رب تعالیٰ نے نعمتوں کے ملنے پر خوش ہونے کا حکم دیا ہے کہ فرماتا ہے۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۔ اور فرماتا ہے۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی

يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ

نہ دیکھا کہ اللہ رزق وسیع فرماتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۳۷ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى

بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے ۱؎ تو رشتہ دار کو اس کا

حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ

حق دو ۲؎ اور مسکین اور مسافر کو ۳؎ یہ بہتر ہے ان کے لئے

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۳۸ وَمَآ

جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور انہیں کا کام بنا ۴؎ اور تم

اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاۡ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ

جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کے مال بڑھیں تو وہ اللہ کے یہاں

اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ

نہ بڑھے گی ۵؎ اور جو تم خیرات دو اللہ کی رضا چاہتے ہوئے ۶؎ تو انہیں کے

هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝۳۹ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ

دونے ہیں ۷؎ اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی ۸؎

ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ

پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے گا ۹؎ کیا تمہارے شریکوں میں بھی کوئی ایسا ہے

يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

جو ان کاموں میں سے کچھ کرے ۱۰؎ پاکی اور برتری ہے اسے ان کے

يُشْرِكُوْنَ ۝۴۰ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ

شرک سے چمکی خرابی خشکی اور تری میں ان برائیوں سے جو لوگوں کے

اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ

ہاتھوں نے کمائیں ۱۱؎ تاکہ انہیں ان کے بعض کوتکوں کا مزہ چکھائے ۱۲؎ کہیں وہ باز

ع ۴

رحمت اس کے فضل سے آتی ہے اور مصیبت ہمارے گناہوں سے' یہ بھی معلوم ہوا کہ مصیبت میں رب سے ناامید ہو جانا کفار کا طریقہ ہے مسلمان کبھی مایوس نہ ہو۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ، یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے نیک اعمال سے اللہ کی رحمتیں آتی ہیں ایسے ہی گناہوں سے آفتیں آتی ہیں۔

۱۔ کہ بعض لوگ بہت علم و ہنر کے باوجود غریب ہوتے ہیں اور بعض بالکل بے علم و بے ہنر دولتمند۔ معلوم ہوا کہ رزق رب کے ہاتھ ہے ۲۔ یہ آیت کریمہ تمام قرابتداروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دے رہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر رشتہ دار کا حق ہے' کس کا کتنا' اس کی تفصیل فقہ میں ہے اس میں سسرال اور نسبی تمام قرابت دار شامل ہیں ۳۔ اس میں مہمان نوازی' فقراء پر مہربانی سب ہی شامل ہے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ قرابتداروں سے سلوک اور صدقہ و خیرات نام و نمود رسم کی پابندی سے نہ کرے۔ محض رب کی رضا کے لئے کرے تب ثواب کا مستحق ہے ۵۔ یہاں ربٰو شرعی معنی میں نہیں یعنی سود بلکہ لغوی معنی میں ہے۔ یہ آیت ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جو کسی کو ہدیہ و تحفہ اس نیت سے دیتے تھے کہ ہم کو اس کے عوض زیادہ ملے یہ اگرچہ جائز ہے مگر بہتر نہیں۔ اس لئے اس کو یہاں منع نہ فرمایا بلکہ فرمایا گیا کہ اس کا ثواب نہ ملے گا معلوم ہوا کہ شادی بیاہ کے نیوتے وغیرہ جائز ہیں بہتر نہیں یہ ہمارے واسطے حکم ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے ہدیہ دینا حرام تھا۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ہدیہ نذرانہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے چاہیے۔ خیال رہے کہ جس ہبہ میں محض رب کی رضا مقصود ہو وہ صدقہ ہے اور جس میں بندے کی رضا مقصود ہو اور بندے کو راضی کرنا رب کی رضا کے لئے ہو وہ ہدیہ یا نذرانہ ہے ۶۔ خیرات وہ ہے جو فقیر کو فقیری کی بنا پر محض رب کو راضی کرنے کے لئے دی جاوے۔ فقیر کو ہدیہ دینا صدقہ ہے جیسے کہ امیر کو صدقہ دینا ہبہ ہے۔ صدقہ جاریہ امیر و غریب سب استعمال کرسکتے ہیں۔ صدقہ واجبہ صرف فقیر کھائیں۔ صدقہ نفلی فقیر ہی کے لئے موزوں و مناسب ہے۔ ۷۔ دونے سے مراد یہ کہ تمہارے دیئے سے زیادہ خواہ ایک گنا زیادہ ہو یا دوگنا۔ لہٰذا یہ آیت ان آیات کے خلاف نہیں جن میں بہت زیادتی کا ذکر ہے ۸۔ تمہاری بقا کے لئے' جسمانی بقا کے لئے ظاہری رزق بخشا اور روحانی بقا کے لئے ایمان و تقویٰ کا باطنی رزق عطا فرمایا۔ جسمانی روزی دنیا کے کھیتوں باغوں سے بخشی ایمانی روزی مدینہ منورہ کی سرزمین سے پہنچائی۔ ۹۔ دوسری بار صور پھونکنے پر' یہ زندگی عمل کے لئے ہے وہ زندگی جزاء کے لئے ہوگی۔ یہ زندگی فانی ہے وہ زندگی جاودانی ہے' یہ زندگی جسمانی ہے وہ زندگی روحانی ہوگی۔ اس لئے اس زندگی کے بعد موت کا ذکر نہ فرمایا ۱۰۔ تمہارے عقیدہ میں بھی تمہارا کوئی بت یہ کام نہیں کرتا کیونکہ کفار مکہ خالق رازق زندگی موت دینے والا صرف رب تعالیٰ کو مانتے تھے ۱۱۔

(بقیہ صفحہ ۶۵۱) چنانچہ کفر اور گناہوں کی وجہ سے قحط سالی' بیماری' وبائی امراض' سیلاب' آگ لگنا، رزق میں بے برکتی ہوتی ہے اور بارش نہ ہونے سے دریائی جانور اندھے ہو جاتے ہیں۔ سیپ میں موتی نہیں بنتے۔ غرضیکہ گناہوں سے خشکی اور دریائی مخلوق کو مصیبت آ جاتی ہے۔ اور آج کل جنگوں میں خشکی اور سمندر سب جگہ ہی آفت ہوتی ہے بہر حال آیت بالکل صحیح ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی تکالیف انسان کے بعض گناہوں کی بعض سزا ہے اصل سزا تو آخرت میں ملے گی یا یہ مطلب ہے کہ اکثر گناہ رب معاف فرما دیتا ہے۔ بعض پر گرفت کرتا ہے۔

يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ

آئیں ۱ تم فرماؤ زمین میں چل کر دیکھو ۲ کیسا انجام

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۲﴾

ہوا اگلوں کا ان میں بہت مشرک تھے ۳

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ

تو اپنا منہ سیدھا کر ۴ عبادت کے لئے قبل اس کے کہ وہ دن آ جائے جسے اللہ کی طرف

لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾ مَنْ كَفَرَ

سے ٹلنا نہیں ۵ اس دن الگ پھٹ جائیں گے ۶ جو کفر کرے

فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ

اس کے کفر کا وبال اسی پر ۷ اور جو اچھا کام کریں وہ اپنے ہی لئے تیاری

يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کر رہے ہیں ۸ تاکہ صلہ دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اپنے

مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ

فضل سے ۹ بے شک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا ۱۰ اور اس کی نشانیوں

يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ

سے ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے مژدہ سناتی اور اس لئے کہ تمہیں اپنی رحمت کا ذائقہ دے ۱۱ اور

الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾

اس لئے کہ کشتی اس کے امر سے چلے ۱۲ اور اس لئے کہ اس کا فضل تلاش کرو ۱۳ اور اس لئے کہ تم حق

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ

مانو اور بے شک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول ان کی قوم کی طرف بھیجے ۱۴ تو وہ ان کے

بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا

پاس کھلی نشانیاں لائے ۱۵ پھر ہم نے مجرموں سے بدلہ لیا اور ہمارے ذمہ کرم

۱۔ معلوم ہوا کہ انسانوں کی بد عملی سے کبھی جانوروں پر بھی مصیبت آ جاتی ہے۔ گندم کے ساتھ گھن بھی پس جاتے ہیں جیسے کبھی جانوروں کی وجہ سے ہم پر بارش ہو جاتی ہے۔ کثرت زنا سے قتل و غارت ہوتی ہے زکوٰۃ نہ دینے سے بارش رکتی ہے کم تولنے سے حاکم ظالم مقرر ہوتے ہیں۔ سود خوری سے زلزلے وغیرہ آتے ہیں (روح) ۲۔ زمین سے مراد عذاب والی قوموں کی زمینیں ہیں جو مکہ والوں کے سفر میں آتی تھیں اور دیکھنے سے مراد نظر عبرت سے دیکھنا ہے' نہ کہ فقط آنکھوں سے اشارہ کر لینا ۳۔ یہاں اکثر سے مراد سارے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے اجڑے مکانوں کی طرف سفر کر کے جانا تاکہ خوف الٰہی پیدا ہو عبادت ہے۔ ایسے ہی بزرگوں کے آستانوں پر سفر کر کے حاضری دینی تاکہ رب سے امید اور عبادت کا ذوق ہو یہ بھی عبادت ہے۔ اس سے زیارت قبور اور عرسوں کا سفر ثابت ہوتا ہے ۴۔ اے مسلمان! یعنی ایمان لا چکنے کے بعد عبادتیں کرو۔ کوئی مسلمان عبادت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ یا اے محبوب! تم اپنا چہرہ دین کی طرف قائم رکھو تاکہ تمہاری بدولت سب کے منہ ادھر ہو جائیں کیونکہ جدھر تم دیکھتے ہو ادھر خدا بھی دیکھتا ہے، ساری خدائی بھی ۵۔ وہ موت کا وقت ہے یا قیامت کا دن ۶۔ اس طرح کہ موت کے بعد تمہیں سارے عزیز چھوڑ دیں گے یا قیامت میں مومن' کافر نیک کار' بدکار چھنٹ جائیں گے ۷۔ کہ اس کے کفر سے دوسرے نہ پکڑے جائیں گے خود وہی پکڑا جائے گا۔ اس سے کافروں کے ناسمجھ بچے دوزخ میں اپنے ماں باپ کے کفر کی وجہ سے نہ جائیں گے ۸۔ معلوم ہوا کہ نیک کار مسلمان کو اس کی نیکی کی جزا ضرور ملے گی۔ اگر کسی کو اس کا ثواب بخش بھی دیا تب بھی خود محروم نہ ہو گا ۹۔ معلوم ہوا کہ عمل نیک کی جزا رب کے فضل و کرم پر موقوف ہے۔ عمل جزا کا سبب ہیں نہ کہ علت' لہٰذا کوئی بھی اپنی نیکیوں پر گھمنڈ نہ کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اعمال پر ایمان مقدم ہے' بے ایمان کی کسی نیکی کا ثواب نہیں کیونکہ ایمان کا ذکر عمل سے پہلے ہے۔ ۱۰۔ بلکہ کافر سے ناراض ہے جس کی بنا پر اسے سخت سزا دے گا۔ کیونکہ رب تعالیٰ کی عدم محبت بغض کو لازم ہے (روح) یہاں ضد نقیض کو مستلزم ہے ۱۱۔ چونکہ دنیا کی نعمتیں اور رحمتیں آخرت کی نعمتوں کے مقابل بہت تھوڑی ہیں اس لئے رب تعالیٰ دنیا کی نعمتوں کے متعلق چکھانا' ذائقہ دینا ارشاد فرماتا ہے ۱۲۔ اس زمانہ میں کشتیاں ہواؤں سے چلتی تھیں اس لئے قرآن کریم میں اکثر اس کا ذکر ہوتا ہے' اب بھی مخالف ہوا سے جہاز پھٹ جاتے ہیں۔ سمندروں میں طوفان آ جاتے ہیں جہاز ڈوب جاتے ہیں۔ غرضیکہ دریائی سفر کے لئے مناسب ہوا بہت ضروری ہے ۱۳۔ کہ دریا کا سفر کر کے تجارتیں کرو جس سے تمہیں روزی ملے۔ اس سے معلوم ہوا کہ روزی اگرچہ ہمارے کسب سے حاصل ہو مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ جس کا شکریہ لازم ہے ۱۴۔ یہاں قوم سے نسبی قوم' ملکی قوم' دینی قوم سب ہی

(بقیہ صفحہ ۶۵۲) مراد ہیں۔ یہ سب کو عام ہے اس لئے کہ بعض رسول اس قوم و خاندان میں سے تھے جن کے وہ رسول بنے۔ جیسے حضرت صالح و ہود علیہما السلام۔ بعض وہ جو دوسری جگہ سے تشریف لا کر اس قوم میں نبی ہوئے جیسے حضرت ابراہیم و لوط علیہما السلام پھر جن لوگوں نے ان رسولوں کی اطاعت کرلی ان کے بھی رسول جنہوں نے مخالفت کی ان کے بھی نبی۔ اطاعت کرنے والے امت اجابت اور مخالفین امت دعوت کہلاتے ہیں۔ تمام جہان ہمارے حضور کی امت ہے ۱۵۔ یعنی معجزات جن سے ان کی نبوت ثابت ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی رسول بغیر معجزہ کے نہ آئے' ہر نبی کے لئے کوئی نہ کوئی معجزہ ضرور ہوتا ہے

عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ

پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا ۱ اللہ ہے کہ بھیجتا ہے ہوائیں کہ

فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ

ابھارتی ہیں بادل ۲ پھر اسے پھیلا دیتا ہے آسمان میں جیسا چاہے اور اسے پارہ پارہ

كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ

کرتا ہے ۳ تو تو دیکھے کہ اس کے بیچ میں سے مینہ نکل رہا ہے ۴ پھر جب اسے

بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾

پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جس کی طرف چاہے جبھی وہ خوشیاں مناتے ہیں ۵

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ

اگرچہ اس کے اتارنے سے پہلے آس توڑے ہوئے

لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ

تھے ۶ تو اللہ کی رحمت کے اثر دیکھو کیونکر زمین کو

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ

جلاتا ہے اس کے مرے پیچھے ۷ بے شک وہ مردوں کو زندہ کرے گا ۸ اور وہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَلَىِٕنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا

سب کچھ کر سکتا ہے اور اگر ہم کوئی ہوا بھیجیں ۹ جس سے وہ کھیتی کو زرد

لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى

دیکھیں تو ضرور اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں ۱۰ اس لئے کہ تم مردوں کو نہیں سناتے

وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَآ اَنْتَ

اور نہ بہروں کو پکارنا سناؤ جب وہ پیٹھ دے کر پھریں اور نہ تم

بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ

اندھوں کو ان کی گمراہی سے راہ پر لاؤ ۱۲ تم تو اسی کو سناتے ہو جو ہماری آیتوں

۱۔ اگرچہ کبھی دیر سے ہو مگر انجام مسلمانوں کی نصرت ہے اگر نیت میں اخلاص ہو رب فرماتا ہے۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ خیال رہے کہ مومنوں کی مدد ہونے کی چند صورتیں ہیں۔ جہاد میں ان کو کفار پر غلبہ ملنا۔ مناظرہ میں انہیں فتح نصیب ہونا' جب مومن مصیبت میں گرفتار ہوں تو رب کا انہیں اپنے پاس بلا لینا' دشمنوں کے ہاتھ میں نہ چھوڑنا۔ لہٰذا امام حسین رضی اللہ عنہ منصور و مظفر ہیں۔ یزید پلید خائب و خاسر تھا اس لئے اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۲۔ سمندروں سے اٹھا کر لاتی ہیں رب تعالیٰ کے حکم سے ۳۔ یعنی اللہ تعالیٰ اتنا بادل بھیجتا ہے جو تمام میں چھا جاتا ہے اور کبھی کبھی ٹکڑے ٹکڑے معلوم ہوتا ہے۔ ہوا ایک ہے مگر عمل مختلف ۴۔ اس طرح کہ بادل چھلنی کی طرح پانی گراتا ہے' بہت زیادہ بارش ہو چکنے کے بعد بادل ویسا ہی رہتا ہے اور واپس ہو جاتا ہے ۵۔ کیونکہ اس سے گرانی دور ہونے' ارزانی آنے کی امید ہوتی ہے تو چاہیے کہ حضور کی تشریف آوری پر بھی خوشی منائیں کیونکہ دنیا و دین کی تمام بہاریں حضور کے دم سے وابستہ ہیں آپ رحمت کی عالمگیر بارش ہیں ۶۔ کیونکہ بہت جلد گھبرا جانا' جلد ناامید ہو جانا انسانی فطرت ہے۔ لہٰذا یہ آیت صرف کافروں کے لئے نہیں بلکہ عام ہے۔ ۷۔ یہاں زمین کی موت سے مراد اس کی خشکی ہے اور زندگی سے مراد اس کی سرسبزی و شادابی۔ ہر صفت کے معنی موصوف کے لحاظ سے ہوتے ہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیاس برحق ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ آخرت کو دنیا پر قیاس کر کے اپنا ایمان درست کرنا چاہیے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ قرآن کی اصطلاح میں رحمت کی ہوا کو ریاح اور عذاب کی ہوا کو ریح کہا جاتا ہے۔ دیکھو پہلے ریاح فرمایا تھا جہاں بارش کا ذکر تھا اور یہاں عذاب کے موقع پر ریح فرمایا ۱۰۔ یعنی کفار نعمت ملنے پر شاکر' تکلیف پر صابر نہیں' بلکہ نعمت ملنے پر غرور اور تکبر کرتے ہیں' تکلیف پر بے صبرے ہو جاتے ہیں ۱۱۔ جو زندگی کا مقصد پورا نہ کرے وہ مردہ ہے اگرچہ جان رکھتا ہو' اور جو زندگی کا مقصد پورا کرے وہ زندہ ہے اگرچہ بظاہر بے جان ہو لہٰذا زندہ کافر مردے اور وفات یافتہ شہید' زندہ ہیں۔ یعنی جیسے مردہ کو کوئی دوا مفید نہیں ایسے ہی ان کافروں کو کوئی نصیحت کارگر نہیں۔ لہٰذا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مردے سنتے نہیں کیونکہ یہاں مردوں سے مراد کافر ہیں اور نہ سننے سے فائدہ حاصل نہ کرنا مراد ہے ۱۲۔ یعنی جو بدنصیب دل کے اندھے ہیں اور ان کے نصیب میں ایمان نہیں وہ آپ سے ہدایت نہیں پاتے اس سے معلوم ہوا کہ جو شقی ازلی نہ ہو حضور اسے ہدایت دیتے ہیں جو کہے کہ حضور ہدایت نہیں دیتے وہ اپنے شقی ازلی ہونے کا اقراری ہے۔

ا۔ اس آخری جزء سے معلوم ہوا کہ یہاں مردے سے مراد کافر ہیں نہ کہ میت' ورنہ اس کا مقابلہ مومن سے نہ ہوتا کیونکہ مومن کافر کا مقابل ہے مردہ کا نہیں مردوں کا سننا قرآن شریف سے بھی ثابت ہے رب فرماتا ہے۔ وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا نیز حضرت شعیب اور صالح علیہما السلام نے مردہ قوم سے خطاب فرمایا۔ اگر اس آیت کو بالکل ظاہری معنی پر رکھا جاوے تو لازم ہو گا کہ حضور اندھوں کو بھی ہدایت نہ دے سکیں۔ حالانکہ لاکھوں نابینا مسلمان ہیں۔ تو جیسے اندھوں سے مراد کفار ہیں ایسے ہی موتی یعنی مردوں سے مراد بھی کفار ہیں۔ اس آیت کی تفسیر وہ آیات ہیں۔ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ اور مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ، قرآن

بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ

پس ایمان لائے تو وہ گردن رکھے ہوئے ہیں اللہ ہے جس نے تمہیں ابتدا

ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ

میں کمزور بنایا پھر تمہیں ناتوانی سے طاقت بخشی پھر قوت کے

مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَ

بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا بناتا ہے جو چاہے اور

هُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ﴿۵۴﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ

وہی علم و قدرت والا ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم قسم

الْمُجْرِمُوْنَ ۙ۵ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾

کھائیں گے کہ نہ رہے تھے مگر ایک گھڑی وہ ایسے ہی اوندھے جاتے تھے

وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ

اور بولے وہ جن کو علم اور ایمان ملا بے شک تم رہے اللہ کے

كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ٘ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ

لکھے ہوئے میں اٹھنے کے دن تک تو یہ ہے وہ دن اٹھنے کا لیکن تم

كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

نہ جانتے تھے تو اس دن ظالموں کو نفع نہ دے گی ان کی

مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ

معذرت اور نہ ان سے کوئی راضی کرنا مانگے اور بے شک ہم نے لوگوں کے لئے

فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ

اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بیان فرمائی اور اگر تم ان کے پاس کوئی نشانی لاؤ

لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾

تو ضرور کافر کہیں گے تم تو نہیں مگر باطل پر

قرء حفص بضم الضاد وفتحہا فی الثلاثۃ لکن الضم مختار

کو قرآن سمجھو۔ حضور نے جنگ بدر کے مقتول کافروں سے پوچھا کہ بتاؤ جو کچھ میں نے کہا تھا وہ حق ہے یا نہیں؟ آج بھی حکم ہے کہ قبرستان میں جا کر مردوں کو سلام کرو۔ ہر نمازی حضور کو سلام عرض کرتا ہے۔ غرضیکہ سماع موتی پر شرعی احکام مرتب ہیں۔ حضور فرماتے ہیں کہ مردہ دفن کے بعد لوگوں کے قدموں کی آہٹ سنتا ہے۔ ۲۔ انسان کا بچہ تمام جانوروں کے بچوں سے زیادہ کمزور اور ناسمجھ پیدا ہوتا ہے۔ اور بہت عرصے کے بعد قوت پکڑتا ہے ۳۔ اس طرح کہ بچپن کے بعد جوانی بخشی پھر انسان کو قوت جسمانی کے ساتھ قوت عقلی ایسی بخشی کہ اس نے شیر چیتے وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور ہوا پانی پر تصرف کرنے لگا۔ سبحان اللہ! ۴۔ کہ انسان بڑھاپے میں جسمانی طور پر کمزور ہو جاتا ہے اور عقلی طور بھی کہ تمام اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں' اچھا خاصا پڑھا لکھا آدمی بیوقوف ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب کسی اور کے قبضے میں ہیں ۵۔ یا اس لئے کہ دنیا آخرت کے مقابلہ میں ایک گھڑی اور پل ہے یا اس لئے کہ ہر گزشتہ مدت تھوڑی معلوم ہوتی ہے یا اس لئے کہ آرام کا زمانہ کم معلوم ہوتا ہے اور تکلیف کا زمانہ زیادہ۔ غرضیکہ وہ لوگ اس دن انکل و قیاس سے یہ باتیں کریں گے۔ آیت کا منشا یہ ہے کہ دنیاوی راحتوں پر ناز نہ کرو یہ تو ایسے گزرتی ہیں جیسے ہوا کا جھونکا۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں کافر دنیا کی زندگی کا اندازہ لگانے میں غلطی کریں گے۔ ۶۔ انبیاء کرام اور فرشتے یا علماء و صالحین ۷۔ یہاں جاننا ماننے کے معنی میں ہے۔ یعنی تم دنیا میں قیامت کو نہ مانتے تھے اور انبیاء کرام و علماء کے فرمانے پر اعتقاد نہ رکھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں مومنوں کو دنیاوی اور برزخی قیام اور ان جگہوں میں رہنے سہنے کا صحیح اندازہ ہو گا کیونکہ مومن کفار کی یہ غلط فہمی دور کریں گے ۸۔ خیال رہے کہ عذر توبہ سے عام ہے' ہر توبہ عذر ہے' ہر عذر توبہ نہیں۔ یہ کہنا کہ میں نے جرم نہ کیا یا مجبوراً" کیا مجھے فلاں مجبوری تھی عذر ہے توبہ نہیں اور یہ کہنا کہ معاف کر دے دو' اب نہ کروں گا توبہ بھی ہے عذر بھی

(روح) ۹۔ معلوم ہوا کہ یہ دونوں چیزیں کفار کے لئے ہوں گی۔ انشاء اللہ گنہگار مومن اس سے محفوظ رہیں گے۔ مومن کے گناہوں کا حساب آسان ہو گا۔ یعنی گناہوں کی پیشی پھر معافی۔ جرح نہ ہو گی کہ کیوں کئے۔ اور اگر جرح ہوئی تو معافی مانگنے سے بلا سزا یا کچھ عارضی سزا دے کر معافی ہو جائے گی ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآنی مثالیں لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہیں نہ کہ حضور کو سمجھانے کے لئے ۔ کیونکہ حضور تو پہلے ہی سمجھے ہوئے ہیں' جیسے کہ قرآن لوگوں کے لئے ہدایت ہے نہ کہ حضور کے لئے۔ حضور تو پہلے ہی ہدایت یافتہ ہیں فرماتا ہے هُدًى لِّلنَّاسِ یہ بھی معلوم ہوا کہ مثالیں دے کر سمجھانا سنت الہیہ ہے۔ ۱۱۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ گناہ کے تین درجے ہیں۔ ادنیٰ درجہ یہ کہ مجرم اپنے کو گنہگار جانتا ہوا گناہ کرے اور سمجھانے پر کم از کم شرمندہ ہو جائے اس کی معافی انشاء اللہ ہو جائے گی۔ اس سے اوپر

(بقیہ صفحہ ۶۵۴) درجہ یہ ہے کہ انسان اپنے گناہ سے لاپرواہ ہو جاوے۔ گناہ کرے' نادم نہ ہو' کبھی یہ سوچ بھی نہیں کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اس بیماری سے شفاء بمشکل ہوتی ہے اس کے اوپر یہ کہ اپنے گناہوں کو اچھا سمجھے' دوسروں کی نیکیوں کو برا جانے گناہوں پر فخر کرے اور نیکیوں پر طعنہ کرے یہ دل کی مہر کا باعث ہے اس کا علاج ناممکن ہے یہاں تیسرا درجہ مراد ہے ۱۲ معجزہ یا قرآن شریف کی آیت۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ

یونہی مہر کر دیتا ہے اللہ جاہلوں کے دلوں پر ۱ تو صبر کرو

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾

بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ۲ اور تمہیں سبک نہ کر دیں وہ جو یقین نہیں رکھتے ۳

آیاتہا ۳۴ | ۳۱ سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ ۵۷ | رکوعاتہا ۴

سورہ لقمان مکی ہے اور اس میں چونتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً

یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں ۵ ہدایت اور رحمت ہیں

لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

نیکوں کے لئے ۶ وہ جو نماز قائم رکھیں ۷ اور

الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى

زکوٰۃ دیں اور آخرت پر یقین لائیں ۸ وہی اپنے رب کی

هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾ وَمِنَ

ہدایت پر ہیں اور انہیں کا کام بنا ۹ اور کچھ

النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ

لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں ۱۰ کہ اللہ کی راہ سے

سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

بہکا دیں بے سمجھے ۱۱ اور اسے ہنسی بنا لیں ان کے لئے ذلت کا

عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۶﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا

عذاب ہے ۱۲ اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں تو تکبر کرتا ہوا پھرے

۱۔ معلوم ہوا کہ نبی یا ان کے غلاموں کو جھوٹا یا باطل ماننا دل پر مہر لگ جانے کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ ۲۔ کیونکہ اللہ کے جھوٹ کا امکان بھی نہیں' جو رب کے لئے امکان کذب مانے وہ مومن نہیں۔ ۳۔ یعنی کفار کی تکالیف اور اذیتیں آپ کو غصہ اور طیش نہ دلادیں کہ آپ طیش اور جوش میں ان کے لئے بددعا فرما دیں اور سب کافر ہلاک ہو جاویں۔ اس معنی پر یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے۔ اب بھی مسلمانوں کو تحمل چاہیے ۴۔ ساری سورہ لقمان مکی ہے سوائے وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ سے لے کر دو آیات کی انتہا تک اس سورۃ میں چار رکوع چونتیس آیتیں' پانچ سو اڑتالیس کلمے۔ دو ہزار ایک سو دس حروف ہیں (خزائن) ۵۔ قرآن شریف کا نام کتاب بھی ہے حکیم بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو بھی اللہ کے صفاتی نام دے سکتے ہیں۔ دیکھو حکیم' اللہ کا نام بھی ہے' اور قرآن شریف کا بھی۔ ۶۔ یعنی قرآن مومنوں کے لئے اعمال کا ہادی ہے اور صالحین کے لئے راہ جنت کا رہبر۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافروں پر عبادت فرض نہیں۔ عبادات کی تمام آیات مسلمانوں کے لئے اتری ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ قرآن شریف سے پورا فائدہ وہ اٹھائے گا جو مومن بھی ہو پرہیز گار بھی یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن شریف حضور کے لئے ہادی نہیں۔ حضور تو پہلے ہی سے ہدایت پر ہیں۔ آپ ظہور نبوت سے پہلے مومن' متقی' پرہیز گار تھے۔ جب قرآن کریم کی پہلی آیت حضور پر آئی تو آپ نماز و اعتکاف میں تھے کہ اعتکاف اور نماز پہلے ہی سے جانتے تھے ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز زکوٰۃ سے افضل اور مقدم ہے کیونکہ نماز کا ذکر پہلے ہوا۔ دوسرے یہ کہ نماز و زکوٰۃ کے درست ہونے کی شرط ایمان ہے کیونکہ وھم کا واؤ حالیہ ہے یعنی نماز و زکوٰۃ اس حال میں ادا کریں کہ ایمان رکھتے ہوں۔ تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ نے زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے اس کی خبر دے دی تھی اور حکم دیا تھا کہ زکوٰۃ فرض ہونے پر دیا کرنا۔ کیونکہ یہ آیت مکیہ ہے اور زکوٰۃ مدینہ طیبہ میں فرض ہوئی ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ کامیابی کے لئے نیک اعمال ضروری ہیں۔ اعمال سے بے پرواہ ہو کر کامیابی کا یقین رکھنا ایسا ہے جیسے جو بو کو گندم کاٹنے کا یقین کرنا۔ دوسرے یہ کہ ہدایت محض رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملتی ہے اس کے لئے اپنا علم و عقل کافی نہیں۔ بڑے بڑے عاقل کافر ہو جاتے ہیں اور ناسمجھ مومن بن جاتے ہیں اللہ اپنا فضل ہی کرے۔ جنت کے لئے قلب و قالب دونوں کو درست کرو ۱۰۔ معلوم ہوا کہ باجے' تاش' شراب بلکہ تمام کھیل کود کے آلات بیچنا بھی منع ہیں اور خریدنا بھی ناجائز' کیونکہ یہ آیت ان خریداروں کی برائی میں اتری۔ اسی طرح ناجائز ناول' گندے رسالے' سینما کے ٹکٹ' تماشے وغیرہ کے اسباب سب کی خرید و فروخت منع ہے کہ یہ تمام لہو الحدیث ہیں۔ شان نزول :۔ یہ آیت نضر ابن حارث ابن کلدہ کے متعلق نازل ہوئی جو تجارتی سفر میں باہر جاتا وہاں سے عجمیوں کے ناول اور قصے کہانیوں کی کتابیں خریدتا۔ مکہ والوں سے کہتا تھا کہ تم کو محمد مصطفیٰ عاد و ثمود کی کہانیاں سناتے ہیں میں تم کو رستم' اسفندیار اور شاہاں

(بقیہ صفہ ۶۵۴) عجم کی کہانیاں سناتا ہوں ۱۱۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جو چیز اللہ کے ذکر سے غافل کرے وہ لہوالحدیث میں داخل ہے' حرام ہے' دیکھو اذان جمعہ کے بعد تجارت اور دنیاوی مشاغل جو نماز کی تیاری سے روکیں وہ لہو ہے۔ حتیٰ کہ اگر زن و فرزند یار کے ذکر میں آڑ بنے تو لہو ہے اس آڑ کو پھاڑ دو۔ روح البیان نے فرمایا کہ باجا حرام لغیرہ ہے۔ لہو ہو تو حرام ہے ورنہ نہیں۔ دیکھو غازی کے نقارے جائز ہیں کیونکہ لہو نہیں۔ اسی طرح قوالی لہو کے طور پر ہو تو حرام ہے جیسے آج کل کی عام قوالیاں ۱۲۔ معلوم ہوا کہ گمراہ کرنے والے کا عذاب بہت زیادہ ہے تمام گمراہوں کا وبال اس پر پڑے گا۔ دیکھو نضر ابن حارث ابن کلدہ پر کسقدر عتاب فرمایا گیا۔

كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ

جیسے انہیں سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں ٹینٹ ہے ۱ تو اسے دردناک

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

عذاب کا مژدہ دو بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ﴿۸﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ

ان کے لئے چین کے باغ ہیں ۲ ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ کا وعدہ ہے سچا

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۹﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ

اور وہی عزت و حکمت والا ہے اس نے آسمان بنائے بے ایسے ستونوں کے جو تمہیں

تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ

نظر آئیں ۳ اور زمین میں ڈالے لنگر کہ تمہیں لے کر نہ کانپے ۴

وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَاۗبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً

اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلائے ۵ اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا ۶

فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۰﴾ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ

تو زمین میں ہر نفیس جوڑا اگایا ۷ یہ تو اللہ کا بنایا ہوا ہے

فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ

مجھے وہ دکھاؤ جو اس کے سوا اوروں نے بنایا ۸ بلکہ ظالم

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ

کھلی گمراہی میں ہیں ۹ اور بے شک ہم نے لقمان کو ۱۰ حکمت عطا فرمائی ۱۱ کہ

اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ

اللہ کا شکر کر ۱۲ اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے ۱۳ اور جو ناشکری کرے

فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ

تو بے شک اللہ بے پرواہ ہے سب خوبیاں سراہا ۱۴ اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ

۱۔ مسئلہ قرآن کریم ذوق و شوق سے سننا چاہیے۔ اس کی تلاوت کے وقت دنیاوی کاروبار میں مشغول رہنا' تلاوت کی پرواہ نہ کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ تلاوت قرآن کا سننا فرض کفایہ ہے جہاں لوگ قرآن شریف سننے سے مجبور ہوں' کاروبار میں مشغول ہوں وہاں بلند آواز سے تلاوت نہ کرنی چاہیے۔ خیال رہے کہ تلاوت قرآن کے احکام اور ہیں تعلیم قرآن کے احکام کچھ اور ۲۔ قانون یہ ہے کہ جنت صرف نیک کاروں کو ملے۔ فضل یہ ہے کہ نیکوں کی طفیل گنہگار بھی جنت داخل ہوں۔ یہاں قانون کا ذکر ہے لہٰذا یہ آیت دوسری آیتوں کے خلاف نہیں ۳۔ یعنی آسمان کے ستون ہی نہیں جو تم دیکھ سکو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ستون ہیں لیکن نظر نہیں آتے ۴۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی ٹھہری ہوئی ہے کیونکہ پہاڑوں کو اسی لئے بنایا گیا کہ زمین حرکت نہ کرنے پائے۔ لنگر سے جہاز کا ٹھہرانا مقصود ہوتا ہے کہ جنبش نہ کرے۔ ۵۔ بعض جانور پانی میں' بعض زمین پر' بعض ہوا میں مگر یہ سب زمین پر ہی ہیں کیونکہ پانی زمین پر ہے اور ہوا بھی زمین سے تعلق رکھتی ہے۔ پھیلانے سے مراد یہ ہے کہ بعض جانور کسی جگہ بعض کسی جگہ پیدا فرمائے ۶۔ آسمان کی طرف سے یا آسمانی اسباب سے لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں پڑ سکتا کہ بارش آسمان سے نہیں آتی سمندر کے پانی کی بھاپ ہے۔ کیونکہ وہ بھاپ اوپر جا کر بارش بن کر برستی ہے اور آفتاب کی گرمی سے ہی بھاپ بادل بنتی ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ گھاس درخت وغیرہ سب میں نر و مادہ ہیں۔ نر درخت سے لگ کر جب ہوا مادہ درخت کو چھوتی ہے۔ تو مادہ درخت حاملہ ہو کر پھل دیتا ہے ۸۔ یعنی اے کافرو! تمہارا بھی یہ عقیدہ ہے کہ یہ تمام مخلوق اللہ نے پیدا فرمائی اور تم بھی مانتے ہو کہ تمہارے بت کسی چیز کے خالق نہیں' تو پھر تم بتوں کی کیوں پوجا کرتے ہو ۹۔ کہ جان بوجھ کر غیر خالق کو خالق کے برابر مان کر اس کی بھی پوجا کرتے ہو ۱۰۔ حضرت لقمان کے متعلق مفسرین کا اختلاف ہے۔ بعض

ع ۱۱ / ۱۰

نے فرمایا کہ آپ لقمان ابن باحور ابن ناحور ابن تارخ ہیں۔ یہ تارخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ہیں۔ آپ کی عمر ایک ہزار سال ہوئی اور داؤد علیہ السلام کی صحبت پائی۔ بعض نے فرمایا کہ آپ لقمان ابن عنقا ابن سرون ہیں۔ ایلہ والوں میں سے تھے۔ سیاہ فام غلام تھے۔ بعض نے فرمایا کہ آپ بنی اسرائیل کے صالحین میں سے ان کے قاضی تھے۔ بعض کا قول ہے کہ آپ ایوب علیہ السلام کے بھانجہ یا خالہ زاد بھائی تھے۔ حق یہ ہے کہ آپ حکیم تھے نبی نہ تھے حکمت' علم معرفت یا دل کی روشنی کو کہتے ہیں۔ عقل و فہم کو بھی حکمت کہہ دیا جاتا ہے۔ یہاں حکمت کے دونوں معنی ہو سکتے ہیں ۱۱۔ حضرت لقمان علیہ السلام کا علم لدنی اور عطائی تھا جو رب نے بلاواسطہ عطا فرمایا ۱۲۔ اس کی ہر نعمت کا خصوصاً حکمت عطا فرمانے کا کہ یہ تمام نعمتوں سے افضل ہے یا اس کا شکریہ ادا کرو کہ تمہیں نبی کی صحبت میسر ہوئی ۱۳۔ کیونکہ

(بقیہ صفحہ ۶۵۶) شکر سے نعمت بڑھتی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ لہٰذا شکر میں بندہ کا ہی بھلا ہے۔ ۱۴۔ یہاں کفر کفران سے بنا ہے. معنی ناشکری یعنی بندوں کی ناشکری سے رب کا کوئی نقصان نہیں خود بندوں کا ہی نقصان ہے

۱۔ حضرت لقمان کے بیٹے کا نام انعم یا اشکم ہے (خزائن) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان پہلے اپنے گھر والوں کو وعظ و نصیحت کرے پھر دوسروں کو دوسرے یہ کہ نصیحت نرم الفاظ میں ہونی چاہیے۔ آپ نے اے بچے فرما کر خطاب فرمایا۔ تیسرے یہ کہ اعمال کی اصلاح سے پہلے عقائد کی درستی کی جاوے کہ آپ نے اپنے فرزند کو پہلے یہ نصیحت کی کہ شرک نہ کرنا۔ چوتھے یہ کہ شرک. معنی کفر آتا ہے کیونکہ آپ فرزند کو کفر سے روک رہے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ شرک تو نہ کرنا باقی کفر کرتے رہنا۔ پانچویں یہ کہ مومن سے بھی کہہ سکتے ہیں کہ کفر نہ کرو۔ یعنی ایمان پر قائم رہو۔ چھٹے یہ کہ گزشتہ بزرگوں کی تعلیم یاد دلانا' ان کے اقوال نقل کرنا سنت الہیہ ہے۔ ۲۔ یہ جملہ معترضہ ہے جو حضرت لقمان کی تعلیم کے ذکر کے درمیان ارشاد ہوا۔ معلوم ہوا کہ ماں باپ کی خدمت بڑی سعادتمندی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ماں باپ کافر بھی ہوں جب بھی ان کا حق پدری و مادری اولاد پر ہے۔ ۳۔ حمل کا ضعف' پھر دردزہ کی کمزوری' پھر جننے کی مشقت' اس سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے کہ باپ نے مال سے بچے کو پالا' ماں نے اپنے خون سے' علماء فرماتے ہیں کہ حق خدمت ماں کا زیادہ ہے اور حق اطاعت و فرمانبرداری یا حق مالی باپ کا زیادہ۔ اس لئے حضور نے فرمایا کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے اور فرمایا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے ۴۔ بچہ کو دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے' بعد میں نہ پلایا جائے۔ جہاں ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا یعنی تیس ماہ فرمایا گیا وہاں حمل کے چھ ماہ بھی اس میں شمار ہیں ۵۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے اور ماں باپ ہمارے مربی۔ حضرت سفیان ابن عیینہ نے فرمایا کہ اللہ کے شکر کے لئے پنج گانہ نماز پڑھو۔ ماں باپ کے شکریہ کے لئے نمازوں میں ان کے لئے دعا مغفرت کرو رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ الخ۔ ۶۔ یعنی کسی کو اللہ کا شریک نہ کر۔ کیونکہ کسی کی شرکت کا علم بندے کو نہیں۔ وہ رب وحدہ لاشریک ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ رب کی نافرمانی میں ماں باپ کی فرمانبرداری نہیں یعنی ان کے کہنے سے کفر نہ کرے فرائض عبادات نہ چھوڑے ۸۔ اس ایک جملہ میں ماں باپ کی خدمت و فرمانبرداری کا ذکر آگیا ان پر مال خرچ کرنا' اپنے ہاتھ پاؤں سے ان کی خدمت کرنی' ان کی سختی برداشت کرنی' ان پر نرم رہنا یعنی اپنے مشرک و کافر ماں باپ کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کر مگر راستہ اچھوں کا اختیار کر ۹۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خدمت و اطاعت ماں باپ کی ضرور کرے مگر راستہ اچھوں کا اختیار کرے اگر ماں باپ گمراہ یا فاسق ہوں تو انہیں نرمی سے ہدایت کرے دوسرے یہ کہ وہی دین سچا ہے جس میں اولیاء اللہ ہوں' کہ آج تک سوا اہل سنت و الجماعت کے' وہابی' دیوبندی' مرزائی' شیعہ' چکڑالوی کسی مذہب میں اولیاء اللہ نہیں لہٰذا اسی کی پیروی چاہیے۔ تیسرے یہ کہ تقلید شخصی اعلیٰ چیز ہے کہ سارے اولیاء اللہ مقلد گزرے کوئی غیر مقلد نہ ہوا ۱۰۔ اب پھر حضرت لقمان کی تعلیم کا ذکر شروع ہوا ۱۱۔ حضرت لقمان کے فرزند نے پوچھا تھا کہ ابا جان! اگر تنہائی میں چھپ کر گناہ کئے جائیں۔ تو رب تعالیٰ کیسے جانے گا۔ اس کے جواب میں آپ نے یہ فرمایا۔ مقصد یہ ہے کہ نیکی یا بدی کیسی ہی معمولی ہو اور کیسے ہی پوشیدہ مقام پر کی جاوے' قیامت میں بندہ پر

يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۣؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾

اسے نصیحت کرتا تھا اے میرے بیٹے اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا بیشک شرک بڑا ظلم ہے ۱؎

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا

اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی ۲؎ اسکی ماں نے اسے پیٹ میں

عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ

رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی ۳؎ اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے ۴؎ یہ کہ حق مان میرا اور

لِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ

اور اپنے ماں باپ کا ۵؎ آخر مجھی تک آنا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ

تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا

میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں ۶؎ تو ان کا کہنا نہ مان ۷؎ اور دنیا میں اچھی

فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ

طرح ان کا ساتھ دے ۸؎ اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا ۹؎

ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

پھر میری ہی طرف تمہیں پھر آنا ہے تو میں بتادوں گا جو تم کرتے تھے

يٰبُنَيَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ

اے میرے بیٹے ۱۰؎ برائی اگر رائی کے دانہ برابر ہو ۱۱؎

فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ

پھر وہ پتھر کی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو اللہ اسے

يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾ يٰبُنَيَّ اَقِمِ

لے آئے گا ۱۲؎ بے شک اللہ ہر باریکی کا جاننے والا خبردار ہے ۱۳؎ اے

الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ

میرے بیٹے نماز برپا رکھ ۱۴؎ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر ۱۵؎

(بقیہ صفحہ ۶۵۷) ظاہر کی جاوے گی۔ اس کا حساب ہو گا۔ سزا یا جزا ملے یا نہ ملے' حساب ضرور ہو گا یہ قانون ہے اس کی تفسیر یہ آیت ہے۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ اور اللہ کا فضل یہ ہے کہ بعض کے گناہ نیکیاں بن کر پیش ہوں گے۔ رب فرماتا ہے۔ فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ لٰهذا ان دونوں آیتوں میں تعارض نہیں۔ قانون اور ہے فضل کچھ اور ۱۲۔ لٰهذا وہ ہر جگہ تمہارے ہر حال سے خبردار ہے اعمال لکھنے والے فرشتوں کا مقرر فرمانا تو مجرم کا منہ بند کرنے کے لئے ہے نہ کہ رب تعالیٰ کی بے علمی کی وجہ سے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ ان امتوں پر بھی نماز فرض تھی اگرچہ ان کا طریقہ ادا ہماری اسلامی نماز سے مختلف تھا۔ نماز بڑی پرانی عبادت ہے۔ ۱۴۔ اس میں ترتیب ذکری ہے عالم واعظ پہلے خود نیک عمل کرے پھر دوسروں سے کہے۔ بے عمل واعظ کا وعظ دلوں میں اثر نہیں کرتا۔ نیز ہر مسلمان دین کا مبلغ ہونا چاہیے جو مسئلہ معلوم ہو وہ دوسروں تک پہنچائے۔ صرف علماء پر ہی تبلیغ لازم نہیں ہے۔

وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ
اور جو افتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر لے بے شک یہ ہمت کے
عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ
کام ہیں ۔ اور کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسارہ کج
لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ
نہ کر ۔ اور زمین میں اتراتا نہ چل ۔ بے
اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِيْ
شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا فخر کرتا ۔ اور میانہ چال
مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ
چل ۔ اور اپنی آواز کچھ پست کر بے شک سب آوازوں میں بری آواز
لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا

آواز گدھے کی ۔ کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لئے کام میں
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ
لگائے ۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور تمہیں بھرپور دیں اپنی نعمتیں
ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي
ظاہر اور چھپی ۔ اور بعض آدمی اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں
اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ
یوں کہ نہ علم نہ عقل نہ کوئی روشن کتاب ۔ اور جب ان سے کہا جائے
لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا
اس کی پیروی کرو جو اللہ نے اتارا تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں
عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ
گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ شیطان انکو عذاب دوزخ کی طرف

ع ۲ / ۱۱

۱۔ ہر تکلیف وہ چیز رنج و غم' بیماری' ناداری سب پر صبر کرو خصوصاً تبلیغ میں جو جہلاء سے تمہیں تکلیف پہنچے اس پر ملول ہو کر تبلیغ نہ چھوڑ دو ۲۔ اور ان کے کرنے پر بڑا ثواب ہے' معلوم ہوا کہ تبلیغ بھی بڑی پرانی عبادت ہے تمام انبیاء اور ان کی امتوں کے علماء اور ہر جاننے والے معلوم مسائل کی تبلیغ کرتے رہے ۳۔ یعنی ہر فقیر و امیر سے محبت سے میٹھا کلام کرو غریبوں سے منہ نہ موڑو۔ انہیں حقیر جان کر متکبرانہ طریقہ اختیار نہ کرو ۴۔ معلوم ہوا کہ اچھوں کی سی شکل بنانا' ان کی سی چال ڈھال اختیار کرنا اچھا ہے اور بروں کی شکل اختیار کرنی ان کے طریقے برتنا برا ہے۔ اس سے موجودہ مسلمانوں کو عبرت پکڑنی چاہیے کہ اپنی چال ڈھال متکبر عیسائیوں کی سی بناتے ہیں۔ متکبرین کی نقل بھی بری ہے۔ متواضعین کی نقل اچھی ہے آج کل بالوں میں مانگ نکال کر ننگے سر ہاتھ یا پیر گھماتے ہوئے چلنا خاص مغرور و متکبرین کی چال ہے ہر مسلمان کو اس سے بچنا چاہیے۔ بلاوجہ تیز چلنا بھی اس میں داخل ہے کہ تکبر ہے ۵۔ اندرونی عظمت پر اکڑنا فخر ہے جیسے علم' حسن' خوش آوازی' نسب' وعظ وغیرہ اور بیرونی عظمت پر اکڑنا اختیال ہے جیسے مال' جائیداد' لشکر' نوکر چاکر' وغیرہ یعنی نہ ذاتی کمال پر فخر کرنہ بیرونی فضائل پر اترا۔ کیونکہ یہ چیزیں تیری اپنی نہیں رب کی ہیں' جب چاہے لے لے ۶۔ نہ بہت تیز رفتار چلو نہ بہت سست کہ پہلی صفت چھچھورا پن ہے اور دوسری صفت تکبر و غرور ہے ۷۔ یعنی اگر اونچا بولنا کمال ہوتا تو چاہیے تھا کہ گدھا بڑا کامل ہوتا کیونکہ وہ بہت اونچا بولتا ہے حالانکہ وہ بہت ہی ذلیل ہے۔ اس میں اشارۃً یہ ارشاد ہوا کہ بلند آواز اگر اللہ کے ذکر کی ہو تو اچھی ہے اور معصیت کی ہو تو بہت بری کیونکہ گدھا شہوت میں چیختا ہے اسی وقت لاحول پڑھی جاتی ہے اور مرغ بلند آواز سے اللہ کا ذکر کرتا ہے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت دعا مانگنے کا حکم ہے۔ ۸۔ ظاہری اور باطنی نعمتوں میں بہت گفتگو ہے' یا تو اچھی صورت ظاہری نعمت ہے اور اچھی سیرت باطنی نعمت ہے' یا ظاہر اعضاء کی درستی ظاہری نعمت ہے' عقائد کی درستی باطنی نعمت ہے' یا اسلام و قرآن ظاہری نعمت ہیں اور عرفان باطنی نعمت یا شریعت ظاہری نعمت ہے طریقت باطنی نعمت یا حضور کی اتباع ظاہری نعمت ہے اور حضور کی محبت باطنی نعمت وغیرہ (خزائن العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ شریعت کے ساتھ طریقت کی بھی بڑی اہمیت ہے شریعت ظاہری نعمت ہے طریقت باطنی نعمت' شریعت کے بقاء کے لئے علماء اور طریقت کے لئے صوفیاء' اولیاء اللہ پیدا فرمائے گئے۔ شریعت حضور کے جسم شریف کا حالات کا نام ہے طریقت حضور کے قلب مبارک کے

(بقیہ صفحہ ۶۵۸) احوال کا لقب ہے ۹۔ شان نزول یہ آیت نضر ابن حارث اور امیہ ابن خلف کے متعلق نازل ہوئی جو بڑے جاہل تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق کج بحثی کیا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جاہل عالم سے مسئلہ پوچھے اس سے مناظرہ نہ کرے کہ یہ طریقہ کفار ہے ۱۰۔ قرآن اور حدیث کہ یہ دونوں اللہ کی اتاری ہوئی ہیں قرآن کے الفاظ اور معانی سب اللہ نے اتارے ہیں' حدیث کے مضامین رب نے حضور کے ذہن شریف میں اتارے ہیں جسے حضور نے اپنے الفاظ سے بیان فرمایا لہٰذا اس آیت سے چکڑالوی دلیل نہیں پکڑ سکتے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ شریعت کے مقابلہ میں جاہل باپ دادوں کی رسوم اختیار کرنی کفار کا طریقہ ہے اور صالح باپ دادوں کے طریقے اختیار کرنے اچھے ہیں' رب فرماتا ہے وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ لہٰذا اس آیت سے تقلید شرعی کو کچھ تعلق نہیں۔

السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ

بلاتا ہو ۱ اور جو اپنا منہ اللہ کی طرف جھکا دے اور ہو نیکو کار ۲

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ

تو بے شک اس نے مضبوط گرہ تھامی ۳ اور اللہ ہی کی طرف ہے سب کاموں

الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

کی انتہا ۴ اور جو کفر کرے تو تم اس کے کفر سے غم نہ کھاؤ ۵ انہیں ہماری ہی طرف پھرنا

فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾

ہے ہم انہیں بتا دیں گے جو کرتے تھے بے شک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے

نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾

ہم انہیں کچھ برتنے دیں گے ۶ پھر انہیں بے بس کر کے سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

۷ اور اگر تم ان سے ۸ پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾

تو ضرور کہیں گے اللہ نے ۹ تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کو بلکہ ان میں اکثر جانتے نہیں ۱۰

لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِىُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾

اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب

وَلَوْ اَنَّ مَا فِى الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ

خوبیوں سراہا ۱۱ اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں بن جائیں اور سمندر اس کی

مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ

سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور ۱۲ تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی ۱۳

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا

بے شک اللہ عزت والا حکمت والا ہے تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت میں اٹھانا ایسا ہی ہے

۱۔ یعنی تمہارے جاہل باپ دادوں کو شیطان بہکاتا تھا۔ جس سے وہ دوزخ کی طرف جا رہے تھے۔ تمہارے پاس نبوت کا نور آ چکا' اب تم شیطان کی پیروی کیوں کرتے ہو معلوم ہوا کہ شیطانی لوگوں کا اتباع دراصل شیطان کی پیروی ہے ۲۔ یہاں اسلام سے مراد عبادت ہے اور احسان سے مراد ایمان' یعنی ایمان لا کر نیک اعمال کرے یا اسلام سے مراد عبادت اور احسان سے مراد حضور قلبی' یا اسلام سے مراد اللہ کو ماننا اور احسان سے مراد حضور کا ماننا یعنی جو اللہ کو مانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہوئے کیونکہ حضور کا انکار کر کے اللہ کو ماننا بیکار ہے۔ ۳۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہم سب لوگ پستی میں پڑے ہیں۔ حضور اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہیں جس نے آپ کا دامن تھام لیا وہ بلندی پا گیا جو آپ سے علیحدہ رہا پستی میں رہا۔ جیسے کنوئیں میں گرے ہوئے ڈول یا آدمی کو رسی کے ذریعے نکالتے ہیں ۴۔ یعنی آخر کار ہوتا وہی ہے جو رب تعالیٰ چاہتا ہے' یا سب کی انتہا رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا اور حساب دینا ہے ۵۔ کیونکہ اس کے کفر کے متعلق آپ سے بازپرس نہ ہو گی کہ وہ کافر کیوں رہا' خود اس کا اپنا نقصان ہے رب فرماتا ہے۔ وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ نیز دوسری امتوں کی طرح آپ کے متعلق کوئی یہ شکایت نہیں کر سکے گا کہ آپ نے تبلیغ نہ فرمائی ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کتنی بھی زیادہ ہو تھوڑی ہے' رب فرماتا ہے قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ مگر جب دنیا کا تعلق آخرت سے ہو جائے تو کثیر بن جاتی ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ گنہگار مومن کو عذاب تو اگرچہ ہو گا مگر عذاب غلیظ نہ ہو گا۔ یہ صرف کفار کے لئے ہے۔ عذاب غلیظ سے مراد یا تو ہمیشہ کا عذاب ہے یا رسوائی والا عذاب' یا دوزخ کے سخت طبقوں کا عذاب انشاء اللہ اگر گنہگار مومن دوزخ میں گیا تو کچھ عرصہ سب سے اوپر کے طبقہ میں رہے گا۔ جہاں ہلکا عذاب ہے ۸۔ ان کافروں سے جو خدا کے قائل ہیں کیونکہ بعض کفارِ مکہ دہریہ بھی تھے جو اللہ کی ہستی کے ہی قائل نہ تھے رب فرماتا ہے۔ کہ وہ کہتے تھے۔ وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ لہٰذا یہ آیت ان آیات کے خلاف نہیں۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کو خالق و مالک مدبر عالم وغیرہ تمام صفات کے ساتھ مان لینا' ایمان کے لئے کافی نہیں۔ یہ سب باتیں شیطان بھی مانتا ہے۔ ایمان نبی کے ماننے کا نام ہے مشرکین عرب خدا کی ذات و صفات کو مانتے تھے مگر مشرک تھے کیوں؟ اس لئے کہ نبی کے منکر تھے ۱۰۔ یعنی ان میں بہت سے لوگ یہ باتیں مان کر بھی شرک کرتے تھے اور بعض ایمان لے آتے تھے یا آپ کی تشریف آوری سے پہلے بھی شرک نہ کرتے تھے۔ موحد تھے جیسے آپ کے آباؤ اجداد اور دوسرے موحدین۔ اس لئے یہاں اکثر فرمایا گیا۔ ۱۱۔ آیت کے حصر سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے سوا نہ تو کوئی حقیقی غنی ہے نہ حقیقی

(بقیہ صفحہ ۶۵۹) محمود اور لائق حمد۔ جس کو غنا ملی اس کی عطا سے، جس کی حمد ہوئی اس کے کرم سے، رب فرماتا ہے۔ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۱۲۔ شان نزول۔ یہود مدینہ نے حضور سے سوال کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کو تھوڑا علم دیا گیا اور قرآن یہ بھی فرماتا ہے کہ جسے حکمت دے گئی اسے خیر کثیر دی گئی اور یہ بھی فرماتا ہے کہ توریت میں ہر شے کا علم تھا۔ ان آیتوں میں تعارض ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ کے علم کے مقابل یہ تمام علوم تھوڑے ہیں، اگرچہ فی نفسہ زیادہ ہیں اس کی تائید میں یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ اگر تمام روئے زمین کے درخت قلم ہوں اور ساتوں سمندر روشنائی اور تمام جن و انس فرشتے لکھنے والے بن جائیں تو یہ سب کچھ

كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ

جیسا ایک جان کا ۱؎ بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے کیا تو نے

اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ

نہ دیکھا کہ اللہ رات لاتا ہے دن کے حصے میں ۲؎ اور دن کرتا ہے رات کے حصے میں ۳؎

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۡ كُلٌّ يَّجْرِىْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ

اور اس نے سورج اور چاند کام میں لگائے ہر ایک ایک مقرر میعاد تک

مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ

چلتا ہے ۴؎ اور یہ کہ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے یہ اس لئے کہ

اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ

اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جن کو پوجتے ہیں سب باطل ہیں ۵؎

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِىُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ

اور اس لئے کہ اللہ ہی بلند بڑائی والا ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ کشتی

تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ

دریا میں چلتی ہے اللہ کے فضل سے ۶؎ تاکہ تمہیں وہ اپنی کچھ نشانیاں دکھائے ۷؎

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا غَشِيَهُمْ

بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر کرنے والے شکر گزار کو ۸؎ اور جب ان پر

مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ

آ پڑتی ہے کوئی موج پہاڑوں کی طرح تو اللہ کو پکارتے ہیں نرے اسی پر عقیدہ

فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا يَجْحَدُ

رکھتے ہوئے ۹؎ پھر جب انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو ان میں کوئی اعتدال پر رہتا ہے

بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا

اور ہماری آیتوں کا انکار نہ کرے گا مگر ہر بڑا بے وفا، ناشکرا اے لوگو اپنے رب سے ڈرو ۱۰؎

کچھ ختم ہو جاوے گا مگر اس کے علوم ختم نہ ہوں گے۔ خیال رہے کہ یہ سوال و جواب ہجرت کے بعد کا ہے کیونکہ یہ آیت مدنیہ ہے۔ ۱۳۔ اس میں اللہ کی حمد اور حضور کی نعت دونوں شامل ہیں حضور کی نعت بھی اللہ کی باتیں ہیں اگرچہ بندے کے منہ سے نکلیں۔ بلکہ جو باتیں رب قبول کرے وہ اللہ کی باتیں ہیں۔

۱۔ شان نزول۔ یہ آیت کفار کے اس سوال کے جواب میں نازل ہوئی کہ رب نے ہم کو دنیا میں بہت طریقوں سے پیدا فرمایا۔ کبھی نطفہ کبھی مضغہ۔ کبھی کچھ کبھی کچھ تو قیامت میں ہم سب کو ایک دم کیسے پیدا فرمائے گا (روح) اس میں فرمایا گیا کہ یہاں بہت آہستگی سے پیدا فرمانا دوسری حکمتوں سے ہے نہ کہ رب تعالیٰ کی مجبوری کی بناء پر اور وہاں ایک دم پیدا فرمانے میں اپنی قدرت کاملہ کا اظہار ہو گا لہٰذا غائب کو حاضر پر قیاس نہ کرو ۲۔ معلوم ہوا کہ علم ریاضی ہیئت وغیرہ سیکھنا تاکہ اس سے قدرت معلوم ہو سکے قدرت والے کی معرفت حاصل کی جائے

ع ۱۱ / ۱۲

بہت بہتر ہے رات و دن کا گھٹنا بڑھنا اور اس کی وجہ ریاضی سے معلوم ہوتی ہے۔ اس علم سے نماز و روزے کے اوقات بھی معلوم ہوتے ہیں ۳۔ اس طرح کہ سردیوں میں دن چھوٹا اور رات بڑی ہوتی ہے اور گرمیوں میں اس کے برعکس کیونکہ وقت کے بعض اجزا کبھی دن میں داخل ہوتے ہیں اور کبھی رات میں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ نہ زمین حرکت کرتی ہے نہ آسمان۔ دونوں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ چاند تارے سورج گردش کر رہے ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ كُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ لہٰذا نیا فلسفہ یعنی سائنس اور پرانا فلسفہ دونوں جھوٹے ہیں۔ وہ لوگ زمین یا آسمان کو صرف اس لئے متحرک مانتے ہیں کہ ان کے نزدیک آسمان کا پھٹنا، چرنا، غیر ممکن ہے اور فلسفہ جدید والے آسمان ہی کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ آسمان کوئی شے ہی نہیں۔ وہ سب جھوٹے ہیں، رب اور اس کے نبی سچے ہیں ۵۔ یہاں حق سے مراد باقی ہے اور باطل سے مراد فانی۔ یا حق سے مراد سچا ہے اور باطل سے مراد جھوٹا۔ یعنی اللہ باقی ہے یہ معبود فانی۔ یا اللہ سچا ہے اور یہ معبود جھوٹے۔ آگے اس کی دلیل آ رہی ہے کہ سچا معبود وہ ہے جو بلندی اور بڑائی والا ہو۔ بتوں میں نہ بلندی ہے نہ بڑائی۔ پھر وہ معبود کیسے ہوئے یہ بھی خیال رہے کہ اگرچہ بعض کفار انبیاء کرام کو پوجتے ہیں مگر ان بزرگوں کو باطل نہیں کہا جا سکتا وہ بالکل حق ہیں اس لئے یہاں رب نے، فرمایا جو بے عقل چیزوں کے لئے آتا ہے۔ یعنی تمہارے پتھر درخت وغیرہ بت جھوٹے ہیں یا، مصدر یہ ہے یعنی تمہارا ماسوا اللہ کو پوجنا باطل اور جھوٹ ہے۔ ۶۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ کشتی دریا میں محض اللہ کے فضل و کرم سے چلتی ہے ورنہ اس کے لئے وہاں ہزارہا آفتیں موجود ہیں جو اسکی روانی میں رکاوٹ بن سکتی اور کشتی کو ڈبو سکتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ تمہارے مال و اسباب لے کر کشتیاں دریا میں چلتی ہیں حالانکہ پانی پتلی چیز ہے بوجھ اٹھا نہیں سکتا۔ یا

رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ

اور اس دن کا خوف کرو جس میں کوئی باپ اپنے بچہ کے کام نہ آئے گا

وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْئًا ۭ اِنَّ وَعْدَ

اور نہ کوئی کامی بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع دے ۱ بے شک اللہ کا وعدہ

اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ

سچا ہے ۲ تو ہرگز تمہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی اور ہرگز تمہیں اللہ کے حکم پر

بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ

دھوکا نہ دے وہ بڑا فریبی ۳ بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم

وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ

اور اتارتا ہے مینہ ۴ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان

نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ

نہیں جانتی ۵ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین

اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾

میں مرے گی ۶ بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے

آیاتہا ۳۰	۳۲ سُوْرَۃُ السَّجْدَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۷۵	رُکُوْعَاتُہَا ۳

سورہ سجدہ مکی ہے اور اس میں تیس آیتیں اور تین رکوع ہیں ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ

کتاب کا اتارنا بے شک ۱ پروردگار عالم کی طرف سے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ

ہے ۲ کیا کہتے ہیں انکی بنائی ہوئی ہے ۳ بلکہ وہی حق ہے تمہارے

(بقیہ صفحہ ۶۶۰) اللہ کے فضل سے شریعت کی کشتی طریقت کے دریا میں تیرتی ہے اور خیریت سے پار لگتی ہے۔ ۷۔ سمندر کے دلکش نظارے اور بڑی نشانی قدرت تو یہ ہے کہ کشتی بخیریت کنارے لگ جاتی ہے اور سواریاں سلامتی سے خشکی پر اتر جاتی ہیں ۸۔ یعنی ہر مومن عاقل کے لئے، کیونکہ مومن ہی صابر و شاکر ہوتا ہے۔ اور مومن ہی اللہ کی قدرت کی نشانیوں پر غور کرتا ہے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف مصیبت میں خدا کو یاد کرنا۔ آرام میں اسے بھول جانا کافروں کا عمل ہے۔ مومن ہر حال میں رب کو یاد کرتا ہے۔ ۱۰۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عکرمہ ابن ابوجہل کے متعلق ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کفار مکہ کو امن دے دیا سوائے چار شخصوں کے۔ عکرمہ ابن ابوجہل، عبداللہ، ابن خطل، قیس ابن سبابہ، عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح۔ ان کے بارے میں فرمایا گیا کہ جہاں ملیں قتل کر دیئے جائیں۔ حضرت عکرمہ یہ اعلان سن کر جان بچا کر بھاگ گئے کشتی میں سوار ہوئے کشتی کو باد مخالف نے گھیر لیا۔ سمندر میں طوفان بپا ہو گیا کشتی والوں نے کہا کہ اب تمہیں خدا کے سوا کوئی بت وغیرہ نہیں بچا سکتے۔ اسی اللہ سے دعا کرو عکرمہ بولے کہ جب سمندر میں خدا کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا تو خشکی میں بھی وہی بچانے والا ہے۔ خدایا اگر میری اب جان بچا دے تو میں تیرے حبیب تک کسی طرح پہنچ کر ایمان لے آؤں گا۔ اللہ نے فضل و کرم کیا وہاں سے بخیریت پار لگ گئے۔ حضرت عکرمہ تو آکر اسلام لائے باقی کشتی والوں نے یہ وعدہ پورا نہ کیا (روح و خزائن) اس صورت میں یہ آیت مدنیہ ہو گی اگرچہ سورہ لقمان مکیہ ہے ۱۱۔ اے مومنو اور کافرو! اپنے رب سے ڈرو اس طرح کہ کافر تو ایمان لے آئیں اور مومن ایمان پر قائم رہیں نیک اعمال کی کوشش کریں ۱۔ یہ کافروں کے لئے ہے مومنوں کی مومن اولاد انشاء اللہ کام آئے گی رب فرماتا ہے اَلْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ اور فرماتا ہے اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ اسی لئے مومنوں کی چھوٹی اولاد کو جنت ملے گی باپ کے ایمان و اعمال کی وجہ سے بلکہ مومن کا مال و اہل قرابت بھی کام آویں گے کہ زکوۃ و خیرات وہاں بہت نفع دے گی۔ مسلمانوں کی نبی، ولی علماء، مشائخ شفاعت کریں گے، چھوٹے بچے ماں باپ کو بخشوائیں گے غرضیکہ مومن کے احکام اور ہیں ۲۔ قیامت ضرور آئے گی۔ خیال رہے کہ قیامت کا دن مسلمانوں کے لئے وعدے کا دن ہے کافروں کے لئے وعید کا دن۔ لہذا آیت بالکل صاف ہے ۳۔ دنیا کی زندگی کو باقی سمجھ کر رب سے غافل ہو جانا بڑی ہی غفلت ہے یہ تو پانی کے بلبلے کی طرح خالی غلاف ہے جس کی کچھ حقیقت نہیں خیال رہے کہ اولیاء انبیاء کی دنیاوی زندگی دنیا کی زندگی نہیں بلکہ آخرت کی زندگی ہے کہ وہ حضرات اس میں توشہ آخرت جمع کر لیتے ہیں لہذا یہ آیت ہم جیسے غافلوں کو بیدار کرنے کے لئے ہے ۴۔ شان نزول: حارث ابن عمرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں تو فرمایئے کہ قیامت کب ہو گی۔ میں نے کھیت بویا ہے فرمایئے بارش کب ہو گی۔ میری عورت حاملہ ہے فرمایئے بیٹا ہو گا یا بیٹی۔ اور فرمایئے کہ کل میں کیا کروں گا اور فرمایئے کہ میں کہاں مروں گا اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۵۔ تدری، دِرایۃٌ سے بنا درایت عقل و حساب، اندازے سے جاننے کو کہتے ہیں یعنی یہ وہ پانچ غیب ہیں جو عقل کے حساب سے اندازے سے معلوم نہیں ہو سکتے صرف وحی الٰہی سے معلوم ہو سکتے ہیں اور چونکہ اس قسم کی وحی کی اشاعت کرنے کی اجازت نہیں اس لئے عوام کو یہ باتیں نہیں بتائی جا سکتیں لہذا یہ آیت شان نزول کے بالکل

(بقیہ صفحہ ۶۶۱) مطابق ہے کوئی مخالفت نہیں ۶۔ یہ بھی عقل و قیاس سے معلوم نہیں ہو سکتا۔ ملک الموت ہر شخص کی موت کی جگہ جانتے ہیں سارہ و حضرت مریم کو حضرت جبریل نے فرزند کی خوشخبری دی۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو یحییٰ علیہ السلام کی بشارت دی۔ یہ سب رب کی تعلیم سے تھا نہ کہ قیاس و اٹکل و گمان سے۔ غرضیکہ اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو یہ علوم نہ دیئے۔ رب فرماتا ہے فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول ۷۔ حضور کا جنگ بدر میں ایک دن پہلے ہر کافر کے قتل کی جگہ بتانا یا جنت سے حور کا پکارنا کہ اس سے نہ لڑو یہ ہمارے پاس آنے والا ہے یا کاتب تقدیر فرشتے کا سب کچھ لکھ جانا ماں

مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ

رب کی طرف سے کہ تم ڈراؤ ۲ ایسے لوگوں کو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے

قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝۳ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

والا نہ آیا ۳ اس امید پر کہ وہ راہ پائیں ۴ اللہ ہے جس نے آسمان

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى

اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں بنائے ۵ پھر عرش پر

عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا

استواء فرمایا ۶ اس سے چھوٹ کر تمہارا کوئی حمایتی اور نہ

شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۴ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ

سفارشی ۷ تو کیا تم دھیان نہیں کرتے کام کی تدبیر فرماتا ہے آسمان سے

اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ

زمین تک ۸ پھر اسی کی طرف رجوع کرے گا اس دن کہ جس کی مقدار

اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝۵ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ

ہزار برس ہے تمہاری گنتی میں ۹ یہ ہے ہر نہاں اور عیاں

وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۶ الَّذِيْۤ اَحْسَنَ

کا جاننے والا ۱۰ عزت و رحمت والا وہ جس نے جو چیز بنائی

كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ

خوب بنائی ۱۱ اور پیدائش انسان کی ابتدا مٹی سے

طِيْنٍ ۝۷ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ

فرمائی ۱۲ پھر اس کی نسل رکھی ایک بے قدر پانی کے خلاصہ

مَّهِيْنٍ ۝۸ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ

سے ۱۳ پھر اسے ٹھیک کیا اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی ۱۴

کے پیٹ میں یہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہے لہٰذا آیت کریمہ کے خلاف نہیں۔ ۸۔ سورہ سجدہ مکیہ ہے سوا اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا الخ۔ تین آیتوں کے۔ اس سورت میں تین رکوع تیس آیتیں تین سو اسی کلمات' ایک ہزار پانچ سو اٹھارہ حروف ہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کرام امین ہیں' سچے ہیں کیونکہ ان تین منزلوں کو طے کر کے قرآن کریم ہم تک پہنچا ہے اگر ان میں سے کوئی بھی امین نہ ہو تو قرآن مشکوک ہو گا۔ قرآن کی مختلف آیات مختلف صحابہ سے ملی ہیں لہٰذا ہر صحابی امین ہوئے' امیر معاویہ کاتب وحی تھے ۱۰۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ قرآن کریم عالمین کے لئے آیا ہے کیونکہ رب العالمین کی طرف سے ہے اس لئے رب تعالیٰ نے یہاں اپنے کو رب العالمین فرمایا۔ دوسری جگہ قرآن کریم فرماتا ہے هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالمین کے رسول ہیں فرمایا ہے لیکون للعالمین نذیرا ۱۱۔ کفار کو خود اپنی ایک بات پر قرار نہ تھا چنانچہ وہ قرآن مجید کو کبھی جادو' کبھی شعر' کبھی کہانت کبھی حضور کا گھڑا ہوا کلام کہتے تھے۔ یہ ہی ان کے بطلان کی کھلی ہوئی دلیل تھی' رب فرماتا ہے مَا لَهٗ مِنْ قَرَارٍ

۱۔ یعنی اس قرآن شریف کے الفاظ کا رب تعالیٰ کی طرف سے ہونا برحق ہے خیال رہے کہ حدیث شریف بھی رب کی طرف سے ہے مگر حدیث کے الفاظ حضور کے ہیں مضمون اللہ تعالیٰ کی طرف سے ۲۔ کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک حجاز میں یا سارے عرب میں کوئی نبی تشریف نہ لائے اور جو نبی اسرائیل کے نبی اور جگہ تشریف لائے وہ اہل حجاز کے نبی نہ تھے وہ نبی اسرائیل کے نبی تھے اور یہ لوگ بنی اسماعیل تھے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں رَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ یا یہ مطلب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہ آیا جس سے کفر و تاریکی بہت پھیل چکی تھی اس بیچ کے زمانے کو فترت کہتے ہیں اور ان لوگوں کو اصحاب فترت کہتے ہیں۔ اگرچہ حضور سارے انسانوں کے نبی ہیں مگر آپ کا ڈرانا اولاً" اہل قرابت کو پھر اہل عرب کو پھر دوسروں کو تھا۔ لہٰذا یہ آیت آپ کی نبوت کے عموم کے خلاف نہیں ۳۔ یہ امید ظاہری اعتبار سے ہے اور بندوں کے لحاظ سے ہے ورنہ رب تعالیٰ جانتا ہے کہ کون ایمان لائے گا اور کون کافر رہے گا ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی عطا سے حضور ہر مومن و کافر کو جانتے پہچانتے ہیں۔ حضور نے تو مومنوں کے درجات تک کی خبر دے دی کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسنین جوانان جنت کے سردار۔ رب فرماتا ہے وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۴۔ تاکہ مخلوق کو تعلیم دی جائے کہ اپنے کاموں میں جلد بازی نہ کیا کریں چھ دن سے مراد اتنا وقت ہے ورنہ اس وقت نہ سورج تھا نہ چاند نہ دن نہ رات ۵۔ یعنی عرش اعظم پر تجلی فرمائی۔ ورنہ لغوی استواء یعنی برابر ہونا یا سیدھا ہو کر بیٹھنا رب کی شان کے خلاف

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا

اور تمہیں کان اور آنکھیں اور دل عطا فرمائے لہ کیا ہی تھوڑا

مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۹﴾ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا

حق مانتے ہو اور بولے کیا جب ہم مٹی میں مل جائیں گے کیا پھر

لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۰﴾

نئے بنیں گے بلکہ وہ اپنے رب کے حضور حاضری سے منکر ہیں ٹہ

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ

تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ تہ جو تم پر مقرر ہے تہ پھر

اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا

اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے ہہ اور کہیں تم دیکھو جب مجرم ٹہ اپنے رب کے پاس

رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا

سر نیچے ڈالے ہوں گے ٹہ اے ہمارے رب اب ہم نے دیکھا اور سنا ٹہ ہمیں پھر بھیج

نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا

کہ نیک کام کریں ہم کو یقین آگیا اور اگر ہم چاہتے ہر جان کو

كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ

اس کی ہدایت عطا فرماتے ٹہ مگر میری بات قرار پا چکی کہ ضرور

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾

جہنم کو بھر دوں گا ان جنوں اور آدمیوں سب سے لہ

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ

اب چکھو بدلہ اس کا کہ تم اپنے اس دن کی حاضری بھولے تھے لہ ہم نے تمہیں چھوڑ دیا

وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا

اب ہمیشہ کا عذاب چکھو اپنے کئے کا بدلہ لہ ہماری

(بقیہ صفحہ ۶۶۲) ہے ۶۔ اس میں کفار سے خطاب ہے کیونکہ بغیر ایمان قیامت میں کوئی مددگار اور شفاعت کرنے والا نہ ہو گا۔ مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ مددگار بھی مقرر فرمادے گا۔ اور شفاعت کرنے والے بھی۔ وہ شفاعت باذن اللہ ہو گی ۷۔ اس طرح کہ زمین و آسمان کا انتظام فرشتوں کے سپرد فرمادیا اور ان کی علیحدہ علیحدہ ڈیوٹیاں لگادیں۔ لہٰذا حقیقی انتظام فرمانے والا رب تعالیٰ ہے اور مجازی و ظاہری منتظم اس کے فرشتے لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ایسے ہی دنیا کے ظاہری انتظامات بادشاہوں اور حکام کے سپرد ہیں اور باطنی انتظامات تکوینی اولیاء اللہ سے متعلق ہیں۔ ان میں کوئی غوث ہے کوئی قطب اور ان کی ڈیوٹیاں بھی مختلف ہیں۔ یہ سب رب تعالیٰ کے انتظامات ہیں ۸۔ ہر انتظام اور ہر تدبیر یعنی قیامت میں بھی حق تعالیٰ ہی کا انتظام ہو گا۔ فرشتے جو کچھ انتظام کریں گے وہ رب ہی کے حکم سے کریں گے ۹۔ قیامت کا دن کسی کافر کو پچاس ہزار برس کا محسوس ہو گا کسی کو ایک ہزار برس کا اور مومن کو ایک نماز فرض کے وقت سے بھی کم لہٰذا آیات و احادیث میں تعارض نہیں ۱۰۔ یہ خالق اور تمام تدبیریں فرمانے والا وہ ہی رب ہے جو غیب و شہادت کا علیم و خبیر ہے۔ ۱۱۔ چنانچہ جس کو جو شکل و صورت بخشی بالکل ٹھیک بخشی اور جسم کا جو عضو جہاں لگایا مناسب لگایا۔ سبحان اللہ! ۱۲۔ اگرچہ جانور بھی مٹی سے ہیں مگر انسان کے مٹی سے ہونے میں رب کی عجیب قدرت کا ظہور ہے اس لئے اسے خصوصیت سے ذکر فرمایا' ہمارے مٹی سے ہونے کے یا یہ معنی ہیں کہ ہمارے جدامجد آدم علیہ السلام مٹی سے ہیں یا یہ کہ ہم نطفہ سے ہیں اور نطفہ غذا سے اور غذا مٹی سے ۱۳۔ یعنی منی کے ایک قطرے سے منی بے قدر بھی ہے نجس بھی کہ اس کے نکل جانے پر انسان مسجد میں آنے اور قرآن چھونے کے قابل نہیں رہتا ۱۴۔ حتیٰ ماں کے پیٹ میں اسے مکمل درست کر کے اس میں روح پھونکی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے کام رب تعالیٰ کے کام ہیں کیونکہ ماں کے پیٹ میں بچہ بنانا روح پھونکنا فرشتہ کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ یہ سب ہم کرتے ہیں۔

ع ۱ | ۱۴

ا۔ اگرچہ آنکھ' کان' دل جانوروں کو بھی عطا ہوئے مگر یہ انسان کے اعضاء بہت اشرف ہیں کیونکہ انسان آنکھ کان سے آیات الٰہیہ سنتا دیکھتا ہے اور اس کا دل یار کا تجلی گاہ ہے جس سے وہ تمام مخلوق سے اشرف ہے اسی لئے خصوصیت سے انسان کے ان اعضاء کا ذکر فرمایا ۲۔ یعنی ان کفار کا آپ سے یہ پوچھنا ماننے کے لئے نہیں بلکہ ہٹ دھرمی کے ساتھ انکار کرنے کے لئے ہے ۳۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام جن کے ذمہ سب کی جان نکالنا ہے' یہ تمام کی موت کے وقت اور موت کی جگہ سے خبردار ہیں اس لئے کسی کو وقت سے پہلے اور غلط مقام پر نہیں مارتے یہ باتیں علوم خمسہ سے ہیں۔ جب حضرت عزرائیل کے علوم کا یہ حال ہے تو ہمارے حضور کے علم کا کیا حال ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام بیک وقت زمین کے مختلف حصوں میں حاضر ہو جاتے ہیں اور بیک وقت لاکھوں جگہ تصرف کرتے ہیں اور تمام عالم پر نظر رکھتے ہیں کہ اس کے بغیر وہ یہ کام نہیں کر سکتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سب انسانوں کی جانیں صرف عزرائیل علیہ السلام نکالتے ہیں باقی ان کے ساتھی فرشتے ان کا تعاون کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں کہ توفتہ رسلنا اور دوسری آیت اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا کہ رب تعالیٰ حقیقی مُمیت ہے۔ ۵۔ قیامت میں حساب کتاب کے لئے میدان محشر یعنی شام کی زمین میں حاضر کئے جاؤ گے لیکن کوئی خوشی خوشی حاضر ہو گا اور کوئی مجبوراً گرفتار ہو کر کوئی سوار کوئی پیدل غرضیکہ حالات مختلف ہوں گے ۶۔ یعنی مشرکین و کفار کیونکہ مطلق سے فرد کامل مراد ہوتی ہے اور کامل مجرم کفار ہیں جن کا دل و دماغ جرم کفر و انکار کا

يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا

آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں لہ کہ جب وہ انہیں یاد دلائی جاتی ہیں سجدہ میں گر جاتے ہیں ؂

وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ تَتَجَافٰى

اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے ؂

جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ

ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خوابگاہوں سے ؂ اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے

طَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ

اور امید کرتے اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خیرات کرتے ہیں ؂ تو کسی جی کو نہیں معلوم ؂

مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾

جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا رکھی ہے صلہ ان کے کاموں کا ؂

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾

تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو بے حکم ہے یہ برابر نہیں ؂

اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ

جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے بسنے کے

الْمَاْوٰى نُزُلًا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

باغ ہیں ان کے کاموں کے صلہ میں مہمان داری ہے وہ جو

فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ

بے حکم ہیں لہ ان کا ٹھکانا آگ ہے جب کبھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے

اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ

پھر اسی میں پھیر دیئے جائیں گے ؂ اور ان سے فرمایا جائے گا چکھو اس آگ کا عذاب

كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ

جسے تم جھٹلاتے تھے اور ضرور ہم انہیں چکھائیں گے کچھ نزدیک

(بقیہ صفحہ ۶۶۳) مجرم ہے ۷۔ خیال رہے کہ قیامت میں بارگاہ الٰہی میں سب ہی سر جھکائے ہوں گے۔ مگر کافر شرم و ندامت کی وجہ سے اور مومن متقی دربار کے ادب سے۔ یہاں شرمندگی کا سرنگوں ہونا مراد ہے ۸۔ یعنی قبر سے اٹھنے کے بعد عالم غیب کی چیزیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور فرشتوں کا کلام اپنے کانوں سے سن لیا۔ اب ہم کو یقین ہو گیا کہ نبیوں نے جو کچھ کہا تھا سچ تھا۔ مگر یہ ماننا اب معتبر نہ ہو گا۔ نہ اس کے ماننے کو ایمان کہا جائے گا کیونکہ ایمان نام ہے نبی پر اعتماد کرنے اور ان کے ذریعے تمام غیوب کو ماننے کا ۹۔ اس طرح کہ ہر شخص کو توفیق دے دیتے کہ وہ اپنی خوشی سے ان ہدایتوں کو اختیار کرے جو اس کے لئے مفید ہوں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۰۔ اس طرح کہ بعض انسان اور بعض جن اپنے اختیار سے کفر و شرک کریں اور دوزخ میں جاویں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنات کافر بھی دوزخ میں عذاب پانے جائیں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دوزخ صرف کفار سے بھری جائے گی (بقیہ صفحہ ۶۹۸ پر)

السجدۃ

۱۔ یعنی اے کفار تم دنیا میں دوبارہ جا کر بھی مومن و متقی نہ ہوؤ گے۔ مومن تو صرف وہ ہو سکتے ہیں جن میں یہ صفات ہوں ۲۔ ایمان نصیب ہونے کے شکر کا سجدہ یا عظمت کبریائی کا سجدہ۔ بہر حال یہاں سجدہ سے مراد نماز نہیں اس لئے یہاں سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے ورنہ جہاں سجدہ سے نماز کا سجدہ مراد ہوتا ہے وہاں سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔ ۳۔ پیغمبر کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے سے اور علماء دین کی پیروی کرنے سے ۴۔ اس طرح رات کے آخری حصہ میں جب سب لوگ سوتے ہیں تو یہ نماز میں کھڑے ہو کر روتے ہیں۔ اس وقت ان کے بستر خالی ہوتے ہیں کیونکہ وہ مصلے پر ہوتے ہیں اس میں اشارۃً دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تہجد کی نماز سو کر اٹھ کر پڑھے دوسرے یہ کہ نماز بستر پر نہ پڑھے گھر کی مسجد یا مصلے پر پڑھے۔ واللہ اعلم و رسولہ ۵۔ اس سے چار مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تہجد کی نماز بہت اعلیٰ عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ اس وقت دعا قبول ہوتی ہے' دعا کرنی چاہیے' تیسرے یہ کہ دعا کے وقت قبولیت کی امید اور رد کا خوف چاہیے مگر امید غالب چاہیے' اگر دعا میں یہ باتیں جمع ہو جائیں تو انشاء اللہ ضرور قبول ہو گی۔ چوتھے یہ کہ عبادت میں ریا نہ چاہیے صرف رب کے لئے کی جائے اس سے قبولیت کی امید اور رد ہونے کا ڈر ہونا چاہیے حضور کی رضا رب کی ہی رضا ہے۔ رب فرماتا ہے وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ ۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حلال مال سے خیرات کرے دوسرے یہ کہ سارا مال خیرات نہ کرے کچھ اپنے لئے رکھے۔ تیسرے یہ کہ ہمیشہ خیرات کرتا رہے' ایک بار کی خیرات پر کفایت نہ کرے' یہ مسائل مِن' اور ما اور یُنْفِقُوْنَ کے مضارع ہونے اور رزق کے رب کی طرف نسبت فرمانے سے معلوم ہوئے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ مال' حال کمال سب میں سے خیرات کرے۔ ۷۔ اس میں حضور شامل نہیں کیونکہ آپ نے معراج میں تمام جنت کی سیر فرمائی۔ بلکہ اس میں ہم جیسے لوگ مراد ہیں اور علم سے پورا پورا علم تفصیلی مراد۔ ورنہ حضور کے ذریعہ ہم کو جنت کی نعمتوں کا کچھ نہ کچھ اجمالی علم ضرور ہے جس پر ہمارا ایمان ہے۔ غرضیکہ اس آیت سے نہ تو حضور کے علم کی نفی ہوتی ہے نہ ہمارے ایمان کا انکار یعنی کوئی مومن پورے طور پر ان نعمتوں کو نہیں جانتا ۸۔ یہاں جنت کسبی کا ذکر ہے جو اعمال کے ذریعہ رب تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ جنت وہبی اور عطائی کا ذکر دوسری آیات میں ہے لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مومن کے ناسمجھ بچے یا جن کو نیک اعمال کا موقعہ نہ ملے وہ جنت میں نہ جائیں یا گنہگار مومن جنت میں داخل نہ ہو۔ غرضیکہ آیات میں تعارض نہیں ۹۔ شان نزول :۔ یہ دونوں آیتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تصدیق میں نازل ہوئیں

وقف غفران
وقف غفران

الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾

کا عذاب ۱؎ اس بڑے عذاب سے پہلے جسے دیکھنے والا امید کرے کہ ابھی باز آئیں گے ۲؎

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جسے اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی گئی پھر اس نے ان سے منہ

عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ

پھیر لیا ۳؎ بے شک ہم مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں اور بے شک

اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ

ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی ۴؎ تو تم اس کے ملنے پر شک نہ کرو ۵؎

لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾ وَجَعَلْنَا

اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کیا ۶؎ اور ہم نے ان میں

مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ۟ وَكَانُوْا

Page-665.bmp

سے کچھ امام بنائے ۷؎ کہ ہمارے حکم سے بتاتے جبکہ انہوں نے صبر کیا اور وہ

بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ

ہماری آیتوں پر یقین لاتے تھے ۸؎ بے شک تمہارا رب ان میں فیصلہ کر دیگا قیامت

الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ

کے دن جس بات میں اختلاف کرتے تھے ۹؎ اور کیا انہیں اس پر

لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ

ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں ہلاک کر دیں کہ آج یہ انکے گھروں

فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾

میں چل پھر رہے ہیں ۱۰؎ بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں تو کیا سنتے نہیں

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ

اور کیا نہیں دیکھتے کہ ہم پانی بھیجتے ہیں خشک زمین کی طرف پھر اس سے کھیتی

منزل ۵

ع ۱۱ ۱۵

(بقیہ صفحہ ۶۶۴) جبکہ آپ سے ولید ابن عقبہ ابن ابی معیط نے فخریہ کہا تھا کہ میں جتھاوالا بہادر، مالدار، زیادہ عمروالا ہوں تم بچے ہو مسکین ہو تو آپ نے فرمایا کہ جن چیزوں پر تجھے ناز ہے ان میں کوئی چیز ناز کے قابل نہیں تو کافر ہے بدعمل ہے، انسان کا کمال ایمان و تقوٰی سے ہے۔ نہ کہ مال و جتھے سے مومن کافر، متقی فاسق برابر نہیں۔ اس پر آیات آئیں (خزائن العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ جو نبی کو عام انسانوں کے برابر مانے وہ کافر ہے، رب فرماتا ہے۔ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یہاں فاسق کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ دوسری جگہ گنہگار مسلمان کو فاسق فرمایا گیا ہے ارشاد باری ہے اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ معلوم ہوا کہ یہ لفظ دونوں معنوں میں آتا ہے۔ ۱۰۔ فسق کے معنی ہیں حد سے نکل جانا، گنہگار مومن تقوٰی کی حد سے کافر ایمان کی حد سے بلکہ حضور کا گستاخ انسانیت کی حد سے خارج ہے، یہاں فسق دوسرے معنی میں استعمال ہوا یعنی کفر ۱۱۔ اس طرح کہ دوزخی بھڑکتے ہوئے شعلوں میں اتنا اچھلیں گے کہ دوزخ کے منہ پر آ جائیں گے۔ قریب ہو گا کہ تڑپ کر باہر نکل پڑیں کہ فرشتے ان کے جسموں پر گرز مار کر پھر نیچے گرا دیں گے۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ بھاگ کر نکلنا چاہیں گے کیونکہ وہاں سے بھاگنا کیسا ۱۲۔ یعنی ہمیشہ اپنے کفر کا مزہ چکھتے رہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ خاص سزا جو یہاں مذکور ہے گنہگار مومن کو نہ ہو گی انشاء اللہ نہ اسے دوزخ میں ہیشگی ہو گی۔ کیونکہ وہ منکر نہ تھا

۱۔ اس سے اشارۃً عذاب قبر بھی ثابت ہے کہ وہ ادنیٰ ہے اور عذاب قیامت سے پہلے ہے خیال رہے کہ قبر میں دوزخ کا عذاب ہو گا مگر دوزخ سے دور رہ کر اس طرح کہ وہاں سے دھواں اور گرمی آوے گی اور قیامت کے بعد دوزخ میں پہنچ کر عذاب ہو گا لہٰذا قبر کا عذاب دوزخ کے داخلی عذاب سے کہیں ہلکا ہو گا۔ خیال رہے کہ کافر کو عذاب قبر ہمیشہ تاقیامت ہو گا مومن کا عذاب قبر عارضی ہو گا جو کسی کی دعا وغیرہ سے دور ہو جاتا ہے۔ بعض نے فرمایا کہ یہاں عذاب سے دنیاوی عذاب اور کفار سے قریش مکہ مراد ہیں۔ کہ ان پر دنیا میں قحط، قتل وغیرہ آئے ۲۔ تاکہ کفار ان دونوں عذابوں کو سن کر کفر سے لوٹ جاویں، تاکہ وہ کافر دنیا کے یہ عذاب دیکھ کر ایمان لے آویں ۳۔ اس طرح کہ نہ تو قرآنی آیتوں میں غور کیا نہ ایمان لایا ۴۔ یعنی توریت شریف جو دنیا میں سب سے پہلے آئی اور موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئی۔ آپ سے پہلے پیغمبروں کو صحیفے یعنی رسالے ملے تھے پہلے صاحب کتاب نبی موسیٰ علیہ السلام ہیں ۵۔ یعنی آپ نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی اور ان سے کلام فرمایا تھا۔ اس میں آپ شک و شبہ نہ کریں کیونکہ وہ ملاقات خواب میں نہ تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین بعد وفات زندہ صالحین سے ملتے ہیں کلام کرتے ہیں، جواب دیتے ہیں سنتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سے موسیٰ علیہ السلام نے ملاقات کی اور شب معراج میں حضور سے کلام بھی فرمایا بلکہ ہماری یہ مدد کی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بعد وفات بھی مدد کرتے ہیں ۶۔ موسیٰ علیہ السلام کو یا کتاب توریت کو اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے نبی ہیں، وہ بھی ایک خاص وقت میں ۷۔ موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں اور آپ کی وفات کے بعد علماء و صالحین بنی اسرائیل میں پیدا فرمائے جو بنی اسرائیل کو ہدایت پر رکھیں ۸۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دینی علماء و اولیاء امت کے امام ہوتے ہیں دوسرے یہ کہ جیسے خدا رسی کے لئے نبی کی ضرورت ہے ایسے ہی نبی تک پہنچنے کے لئے امام کی ضرورت ہے تیسرے یہ کہ ایمان و تقوٰی صبر سے دینی پیشوائیت نصیب ہوتی ہے۔ چوتھے یہ کہ

فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ

نکالتے ہیں کہ اس میں سے ان کے چوپائے اور وہ خود کھاتے ہیں لہ

اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْفَتْحُ

تو کیا انہیں سوجھتا نہیں اور کہتے ہیں یہ فیصلہ کب ہوگا

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿٢٨﴾ قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ لَا یَنْفَعُ

اگر تم سچے ہو سے تم فرماؤ فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا

الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِیْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿٢٩﴾

نفع نہ دے گا سے اور نہ انہیں مہلت ملے شہ

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿٣٠﴾ ع

تو ان سے منہ پھیر لو اور انتظار کرو بے شک انہیں بھی انتظار کرنا ہے

اٰیاتُها ٧٣	٣٣ سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِیَّةٌ ٩٠	رُكُوْعَاتُها ٩

سورہ احزاب مدنی ہے اس میں نو رکوع ١٢٨٠ کلمے ٥٧٩٠ حروف اور ٧٣ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَ

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) لہ اللہ کا یونہی خوف رکھنا لہ اور کافروں

الْمُنٰفِقِیْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴿١﴾ وَّاتَّبِعْ

اور منافقوں کی نہ سننا بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے اور اس کی پیروی

مَا یُوْحٰۤی اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا

رکھنا جو تمہارے رب کی طرف سے تمہیں وحی ہوتی ہے شہ اے لوگو اللہ تمہارے

تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ﴿٢﴾ وَّتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ

کام دیکھ رہا ہے اور اے محبوب تم اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ بس ہے کام

(بقیہ صفحہ ٦٦٥) اماموں کی تعداد مقرر نہیں کہ بارہ یا چھ یا تین ہوں بلکہ جو ایمان' تقویٰ، صبر کا جامع ہو وہ دینی پیشوا ہے ٩۔ عملی فیصلہ قیامت میں ہوگا کہ مومن جنت میں اور کافر دوزخ میں بھیجے جائیں گے۔قولی فیصلہ دنیا میں بھی کر دیا گیا مگر یہاں عذاب و ثواب کا فیصلہ نہ ہوا۔ یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ مومن و کافر میں رب تعالیٰ فاصلہ کردے گا اور ان کے ٹھکانے مختلف بنادے گا ١٠۔ کفار مکہ اپنے سفروں میں پچھلی برباد شدہ قوموں کی اجڑی بستیوں سے گزرتے تھے اور ان کو تاریخ اور پڑھے لکھے لوگوں کی صحبت سے یہ معلوم تھا کہ یہاں فلاں قوم آباد تھی یہاں فلاں۔ یہ بھی جانتے تھے کہ ان لوگوں نے رب کی نافرمانیاں اور اپنے پیغمبروں کی مخالفت کی جس پر وہ ہلاک ہوئے یہاں اسی کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ برباد شدہ لوگوں کی بستیوں کو عبرت کی نگاہ سے دیکھنا بہت اچھا ہے۔ اسی طرح اللہ کے مقبول بندوں کی خانقاہوں میں جانا' ان کے پاکیزہ حالات زندگی میں غور کرنا عبادت ہے۔ عرس کا یہی منشا ہے۔

ا۔ اس طرح ہم ان کو بعد موت زندہ کریں گے ان چیزوں میں غور کر کے اپنے ایمان تازہ کریں ٢۔ اس طرح کہ بعض کے پھل انسان کھاتے ہیں۔جڑیں جانور غرضیکہ اس کی شان عجیب ہے ٣۔ مسلمان کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان فیصلہ فرمادے گا کہ مسلمانوں کو فتح کافروں کو شکست دے گا۔ کفار مذاق اور دل لگی کے طور پر یہ سوال کرتے تھے۔اس آیت میں اس کا بیان ہے ٤۔ اگر فتح سے مراد فتح مکہ ہو تو اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوگا کہ اگر کافر خاص قتل کے وقت جان بچانے کے لئے ایمان ظاہر کرے تو یہ ایمان قبول نہ ہوگا بلکہ اسے قتل کیا جاوے گا جیسے کہ عذاب الٰہی دیکھ کر ایمان لانا معتبر نہیں۔ چنانچہ فتح مکہ کے دن بنی کنانہ قوم بھاگی تو خالد بن ولید نے انہیں گھیر اوہ گھبرا کر اسلام کا اظہار کرنے لگے مگر حضرت خالد نے ان کا یہ اسلام نہ مانا اور انہیں قتل کر دیا (جمل و خزائن) اور اگر فتح کے دن سے قیامت کا دن مراد ہو تو آیت کا مطلب ظاہر ہے کہ قیامت میں سارے کافر ایمان لائیں گے مگر قبول نہ ہوگا ٥۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کافر اگر بحالت جنگ یا بحالت قید مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے اسلام لائیں' قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسلام نرا فریب ہے تو وہ ایمان قبول نہیں بلکہ ان کا قتل جائز ہے جیسے ایک کافر بھاگنے کی انتہائی کوشش کر رہا تھا مگر جب پکڑا گیا تو کلمہ پڑھنے کے باوجود قابل قتل ہے۔مسلمانوں نے پاکستان بنتے وقت مشرکین کی کلمہ گوئی سے بہت دھوکا کھایا۔ نیز جو بار بار مسلمان و کافر ہوتا رہے یا کلمہ پڑھ کر بھاگ کر کافروں سے جا ملے پھر جب گرفتار ہو تو کلمہ پڑھے اس کا قتل جائز ہے۔ ٦۔ ان پر جہاد نہ کرو۔ لہٰذا یہ حکم جہاد کی آیت سے منسوخ ہے یا ان کی طرف التفات نہ کرو تو آیت محکم ہے۔ اب بھی مسلمانوں کو چاہیے کہ کفار کی بے ہودگیوں کا جواب بے ہودگیوں سے نہ دیں ٧۔ اس ندا سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فقط نام شریف سے پکارنا سنت الٰہیہ کے خلاف ہے حضور کو اچھے القاب سے پکارو۔ دوسرے یہ کہ حضور کے ذاتی نام شریف محمد و احمد ہیں آپ کے القاب اور صفاتی نام شریف بہت ہیں۔ نبی بھی آپ کے القاب میں سے ہے۔تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور کی عزت تمام رسولوں سے زیادہ ہے کہ اور انبیاء کرام کو ان کے نام شریف سے پکارا مگر ہمارے حضور کو لقب شریف سے ٨۔ حضور کے دل میں خوف خدا تو پہلے ہی سے کمال درجہ کا تھا۔ اس آیت میں اس خوف پر قائم رہنے کا حکم ہے کہ حاصل چیز کا حاصل کرنا غیر ممکن ہے ٩۔ خواہ ظاہری وحی ہو یعنی قرآن خواہ مخفی وحی یعنی حدیث کیونکہ قرآن'

وَكِيلًا ﴿٣﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ ۚ

بنانے والا اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے ۱

وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِي تُظٰهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهٰتِكُمْ ۚ

اور تمہاری ان عورتوں کو جنہیں تم ماں کے برابر کہہ دو تمہاری ماں نہ بنایا ۲

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَآءَكُمْ أَبْنَآءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ

اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا یہ تمہارے اپنے منہ کا

بِأَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ ﴿٤﴾

کہنا ہے ۳ اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے ۴

اُدْعُوهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَإِنْ لَّمْ

انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو ۵ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک

تَعْلَمُوٓا اٰبَآءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ ۭ

ہے پھر اگر تمہیں انکے باپ معلوم نہ ہوں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور بشریت میں تمہارے چچازاد ۶

وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَآ أَخْطَأْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ

یعنی تمہارے دوست ۷ اور تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں جو نادانستہ تم سے صادر ہوا ۸ ہاں وہ

مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥﴾

گناہ ہے جو دل کے قصد سے کرو ۹ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهٗٓ

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے ۱۰ اور اسکی بیبیاں

أُمَّهٰتُهُمْ ۭ وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلٰى بِبَعْضٍ

ان کی مائیں ہیں ۱۱ اور رشتہ والے اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ قریب

فِي كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهٰجِرِينَ إِلَّآ

ہیں ۱۲ بہ نسبت اور مسلمانوں اور مہاجروں کے ۱۳ مگر

(بقیہ صفحہ ۶۶۶) حدیث اور حضور کے سارے الہام وحی الٰہی ہیں حضور کا ہر کام وحی کی اتباع ہے۔ شان نزول۔ ایک دفعہ ابوسفیان، عکرمہ، ابوالاعور اسلمی وغیرہ جنگ احد کے بعد خفیہ طور پر مدینہ منورہ آئے عبداللہ ابن ابی منافق کے گھر ٹھہرے۔ حضور سے امان حاصل کر کے یہ سب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گفتگو کی۔ دوران گفتگو میں عرض کیا کہ آپ ہمارے بتوں کو برا نہ کہیں بلکہ فرمادیں کہ یہ بت اپنے پجاریوں کی شفاعت کریں گے تو ہم بھی آپ کو اور آپ کے رب کو کچھ نہ کہیں گے۔ منافقین نے مشرکین کی تائید اور سفارش کی حضور کو یہ بات بہت ناگوار گزری۔ عمر فاروق نے ان سب کے قتل کا ارادہ فرمایا۔ حضور نے منع فرمادیا کہ یہ لوگ امان لے کر آئے ہیں عمر فاروق نے ان کفار کو مدینہ منورہ سے نکال دیا۔ اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (روح البیان و خزائن وغیرہ)

۱۔ شان نزول۔ ابو معمر حمیری فہری کی یادداشت بہت اچھی تھی اس لئے اہل عرب کہتے تھے کہ اس کے دو دل ہیں مگر جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ یہ اس طرح بھاگا کہ ایک جوتی ہاتھ میں اور ایک پاؤں میں۔ ابوسفیان نے پوچھا کہ تو ایسا بدحواس کیوں ہے تو بولا کہ مجھے خبر نہ رہی کہ دوسرا جوتا پہن لیتا۔ میں سمجھا کہ دونوں جوتے پہنے ہوئے ہوں تب لوگ سمجھے کہ ہمارا یہ خیال غلط تھا نیز منافقین کہا کرتے تھے کہ حضور کے دو دل ہیں، ایک ہمارے ساتھ ہے دوسرا صحابہ کرام کے ساتھ ان سب کی تردید میں یہ آیت اتری۔ اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ انسان یا مومن ہی ہو سکتا ہے یا کافر ہی کیونکہ اس کا دل ایک ہے لہذا منافقوں کو صلح کلی اور دورنگی چال چھوڑ دینی چاہیے۔ ۲۔ شان نزول، اہل عرب منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا اور مظاہر کی بیوی کو اس کی ماں قرار دیتے تھے کہ ان کو بیٹے یا ماں کی سی میراث دیتے اور منہ بولے بیٹے کی بیوی کو حرام سمجھتے تھے۔ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ظہار کے معنی ہیں اپنی بیوی کو ماں بہن سے تشبیہ دینا۔ ۳۔ جس کی حقیقت کچھ نہیں کسی کو باپ بھائی یا بیٹا کہہ دینے سے واقع میں وہ باپ بیٹے نہیں بن جاتے نہ ان کی بیویاں حرام ہوں نہ ان کی مائیں حلال ہوں اور نہ انہیں میراث ملے ۴۔ شان نزول. حضرت زید ابن حارثہ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے زر خرید تھے۔ ام المومنین نے انہیں حضور کو ہبہ کر دیا حضور نے انہیں آزاد فرما دیا۔ مگر یہ آزاد ہو کر بھی اپنے والد کے پاس نہ گئے حضور کے پاس رہے حضور انہیں محبت میں بیٹا فرماتے تھے۔ لوگ بھی انہیں زید ابن محمد کہتے تھے۔حضرت زینب بنت جحش زید کی بیوی تھیں۔ زید نے انہیں طلاق دی حضور نے زینب سے نکاح فرمالیا۔ اس پر منافقین و کفار نے طعنے دیئے کہ حضور نے اپنی بہو سے نکاح کر لیا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے باپ نہ تھے ورنہ انہیں عیسیٰ ابن مریم نہ کہا جاتا مریم ان کی ماں ہیں اور رب فرماتا ہے اُدْعُوهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ ۶۔ یعنی اگر لے پالکوں کے باپ تمہیں نہ معلوم ہوں تب بھی انہیں مربی کا بیٹا نہ کہو، اسے بھائی کہہ کر اور اگر آزاد شدہ ہے تو مولیٰ کہہ کر پکارو۔ اے ہمارے دوست یا اے فلاں کے مولیٰ۔ چچازاد کا ترجمہ مولیٰ دوست کو بھی کہتے ہیں آزاد شدہ کو بھی اور آقا کو بھی ۷۔ یعنی ممانعت سے پہلے جو تم زید ابن محمد کہہ چکے ہو یا خطأً تمہارے منہ سے نکل جائے یا کسی کے بیٹے کو خطأً تم اپنا بیٹا کہہ دو تو اس میں حرج نہیں تم پر گناہ نہ ہو گا ۸۔ یعنی ممانعت کے بعد اگر تم دیدہ دانستہ لے پالکوں کے ان کے مربی کا بیٹا کہو گے تو گنہگار ہو گے ۹۔ اولیٰ کے معنی ہیں زیادہ مالک، زیادہ قریب، زیادہ حقدار، یہاں تینوں معنی درست ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور ہر مومن کے دل

(بقیہ صفحہ ۶۶۷) میں حاضر و ناظر ہیں کہ جان سے زیادہ قریب ہیں رب فرماتا ہے۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ الخ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا حکم، ہر مومن پر بادشاہ، ماں باپ سے زیادہ نافذ ہے کہ حضور ہمارے سب سے زیادہ مالک ہیں۔ یا یہ معنی ہیں کہ حضور تم کو تمہاری جانوں سے زیادہ راحت پہنچانے والے ہیں دنیا و آخرت میں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی ہمارے بھائی نہیں کیونکہ بھائی کی بیوی بھاوج ہوتی ہے ماں نہیں ہوتی بلکہ حضور والد ہیں اور مسلمان ایک دوسرے کے بھائی اور وہی ازواج مومنوں کی والدہ ہیں جو قربت شریف سے فیضیاب ہو گئیں خواہ بیوی ہوں یا لونڈی۔ جو صرف نکاح میں آکر علیحدہ ہو گئیں جیسے امیمہ جونیہ وہ ماں نہیں۔ خیال رہے کہ

اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى

یہ کہ تم اپنے دوستوں پر کوئی احسان کرو لہ یہ کتاب میں

الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۶﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ

لکھا ہے ۲ے اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا

وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ

اور تم سے ۳ے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن

مَرْيَمَ ۪ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۷﴾ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ

مریم سے اور ہم نے ان سے گاڑھا عہد لیا ۴ے تاکہ سچوں سے ان کے سچ کا

عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۸﴾ ع

سوال کرے ۵ے اور اس نے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ

اے ایمان والو اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو ۶ے جب

جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ

تم پر کچھ لشکر آئے ۷ے تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ

وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۹﴾ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ

آئے اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے جب کافر تم پر آئے تمہارے

فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ

اوپر سے اور تمہارے نیچے سے ۸ے اور جب کہ ٹھٹک کر رہ گئیں نگاہیں

وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿۱۰﴾

اور دل گلوں کے پاس آ گئے ۹ے اور تم اللہ پر طرح طرح کے گمان کرنے لگے ۱۰ے

هُنَالِكَ ابْتُلِىَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾

(امید و یاس کے) وہ جگہ تھی کہ مسلمانوں کی جانچ ہوئی اور خوب سختی سے جھنجھوڑے گئے ۱۱ے

حضور کی ازواج کا مسلمانوں کی مائیں ہونا دو حکموں میں ہے۔ انتہائی ادب و تعظیم اور ان سے نکاح حرام ہونا۔ میراث و پردہ، اولاد کی حرمت، ان احکام میں وہ ماں نہیں۔ لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔىْ وَلَدْنَهُمْ کہ وہاں حقیقت کا حصر ہے لہٰذا ان کی بیٹیاں مسلمانوں کی بہنیں اور ان کے بھائی مسلمانوں کے ماموں نہیں ۱۱۔ یعنی میراث نسبی قرابت داروں کی ملے گی ۱۲۔ یعنی ایمان یا ہجرت کے رشتہ سے اب میراث نہ ملے گی اس سے پہلے عقد مواخاۃ کے ذریعہ میراث ملتی تھی۔ اس آیت سے وہ حکم جاتا رہا۔

۱۔ اس طرح کہ کسی غیر وارث کو تہائی مال تک کی وصیت کر جاؤ غرضیکہ میت کا مال پہلے ذی فرض وارثوں کو پھر نسبی عصبات کے لئے اگر عصبہ نہ ہوں تو ذی فرض کو دوبارہ دے دیا جائے پھر ذی رحم عزیز کو پھر مولی مولاۃ کو (تفسیر احمدی و خزائن)

ع ۱۷

۲۔ یعنی لوح محفوظ میں میراث کا حکم درج ہے ۳۔ حضور سے کسی نبی کی پیروی کا عہد نہیں لیا گیا بلکہ ان سب سے حضور کی پیروی کا عہد لیا گیا رب فرماتا ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ الخ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ سب کی تصدیق وہ کرے گا جو سب سے آخر میں آئے وہ حضور ہی ہیں۔ یہاں عہد سے تبلیغ کا عہد مراد ہے یعنی تمام انبیاء سے عموماً" اور اے سید انبیاء! آپ سے خصوصاً یہ عہد لیا گیا کہ ہمارے احکام کی تبلیغ کرنا کوئی حکم نہ چھپانا۔ مخلوق کو توحید کی دعوت دینا ۴۔ اس عہد سے مراد یا تو وہی پہلا عہد یعنی عہد تبلیغ ہے تاکید کے لئے دوبارہ ارشاد فرمایا۔ لہٰذا نبیین میں حضور بھی داخل ہیں یا اس عہد سے مراد ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا عہد ہے جو دوسرے نبیوں سے لیا گیا۔ لہٰذا نبیین سے مراد دیگر نبی ہیں نہ کہ حضور ۵۔ نبیوں سے یا ان پر ایمان لانے والوں سے اس تبلیغ کے متعلق سوال فرمائے یا نبیوں سے کفار کے متعلق سوال کرے کہ انہوں نے تمہیں کیا جواب دیا ۶۔ جو اس نے جنگ احزاب کے دن کیا جسے غزوہ خندق بھی کہتے ہیں جو جنگ احد سے ایک سال بعد واقع ہوا ۷۔ تمام مشرک و اہل کتاب یعنی قریش، غطفان اور یہود بنی قریظہ اور بنی نضیر وغیرہم ۸۔ یعنی بنی غطفان اور کفار نجد و اسد۔ غطفان تو وادی مدینہ کے اوپری جانب سے یعنی مشرقی طرف سے آئے جن کے سردار عیینہ ابن حصین فزاری اور عامر ابن طفیل تھے۔ ان کے ساتھ یہود بھی تھے اور کفار قریش مع بنی کنانہ وادی مدینہ کی نیچی جانب یعنی سمت مغرب سے آئے جن کے سردار ابو سفیان تھے ۹۔ غزوہ خندق کا واقعہ شوال ۴ ہجری میں پیش آیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے بنی نضیر کو ان کی ایک بڑی بدعہدی کی وجہ سے جلاوطن کیا۔ یہ یہود مکہ پہنچے اور قریش کو حضور سے جنگ کرنے پر ابھارا۔ پھر یہی یہود قبائل غطفان قیس، غیلان وغیرہ کے پاس گئے اور جابجا دورے کئے۔ سارے کفار کو اس جنگ پر آمادہ کیا جب سب قبیلے مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ

(بقیہ صفحہ ۶۶۸) ہو گئے تو بنی خزاعہ کے بعض لوگوں نے حضور کو ان تمام تیاریوں کی خبر دے دی۔ یہ اطلاع پاتے ہی حضور نے حضرت سلمان فارسی کے مشورہ سے مدینہ منورہ کے آس پاس خندق کھودنے کا انتظام فرمایا اور خود بہ نفس نفیس کھدائی کے کام میں شرکت فرمائی۔ ابھی خندق کھود کر فارغ ہوئے ہی تھے کہ بارہ ہزار کا لشکر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا مگر خندق دیکھ کر حیران ہو گئے کیونکہ اہل عرب نے اس سے پہلے کبھی خندق نہ دیکھی تھی۔ غرضیکہ انہوں نے چوبیس دن تک مدینہ منورہ کا محاصرہ رکھا۔ جس سے مسلمان سخت پریشان ہو گئے اس وقت مسلمانوں کی مالی حالت بھی بہت نازک تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی کہ ان پر سخت ٹھنڈی اور تیز

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا

اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا ۱ ہمیں

وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ

اللہ و رسول نے وعدہ نہ دیا مگر فریب کا ۲ اور جب ان میں سے ایک گروہ نے

مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ

کہا اے مدینہ والو ۳ یہاں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں ۴ تم گھروں کو واپس چلو اور ان میں

فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا

سے ایک گروہ نبی سے اذن مانگتا تھا ۵ یہ کہہ کر کہ ہمارے گھر بے حفاظت ہیں اور وہ

هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ

بے حفاظت نہ تھے وہ تو نہ چاہتے تھے مگر بھاگنا ۶ اور اگر ان پر فوجیں مدینہ

عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا

کی اطراف سے آتیں پھر ان سے کفر چاہتیں تو ضرور ان کا مانگا دے

تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ

بیٹھتے ۷ اور اس میں دیر نہ کرتے مگر تھوڑی اور بیشک اس سے پہلے وہ اللہ

مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ

سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے ۸ اور اللہ کا عہد پوچھا

مَسْـُٔوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ

جائے گا ۹ تم فرماؤ ہرگز تمہیں بھاگنا نفع نہ دے گا اگر موت سے یا

الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ

قتل سے بھاگو اور جب بھی دنیا نہ برتنے دیئے جاؤ گے مگر تھوڑی ۱۰ تم فرماؤ

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا

وہ کون ہے جو اللہ کا حکم تم پر سے ٹال دے اگر وہ تمہارا برا چاہے

ہوا تاریک رات میں بھیجی جس سے کفار کے خیمے اکھڑ گئے۔ طنابیں ٹوٹ گئیں۔ کھونٹے اکھڑ گئے' جانور بھاگ گئے آدمی زمین پر گر گئے۔ قدرتی فرشتے آئے جنہوں نے کفار کے دلوں پر رعب ڈال دیا اور تمام کفار بھاگ گئے مگر یہ ہوا صرف کفار کے لشکر میں تھی۔ لشکر کے باہر کچھ نہ تھی۔ کفار اس کشمکش میں اپنا سامان ساتھ نہ لے جا سکے۔ بہت کچھ چھوڑ گئے جو مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ (خزائن و جمل وغیرہ) ۱۰۔ تم سمجھے کہ اب دنیا سے مسلمانوں کا نام و نشان مٹ جائے گا کیونکہ کفار نے پوری طاقت سے یلغار کر دی ہے یہ یاس و امید فطری طور پر تھی نہ کہ رب تعالیٰ کے وعدوں میں جھوٹ کے احتمال سے۔ اسی لئے اس گمان پر رب تعالیٰ نے عتاب نہ فرمایا اور ان تمام بزرگوں کو مومن فرماتے ہوئے ان کے صبر و استقامت کی تعریف فرمائی۔ لہٰذا اس سے روافض کوئی دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ ۱۱۔ یعنی غزوۂ خندق میں مومنوں پر مصیبتوں پر مصیبتیں ٹوٹ پڑیں۔ ناداری' داخلی دشمنوں یعنی یہود مدینہ کا خطرہ خارجی دشمنوں کی یلغار' اس کے علاوہ اپنی بے سروسامانی۔ یہ ایسی چیزیں تھیں جن سے بہادر سے بہادر کے دل چھوٹ جاتے ہیں مگر غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی آفات میں بھی ثابت قدم رہے۔

۱۔ خیال رہے کہ منافق تو دل میں پکے کافر تھے زبان سے مسلمان تھے اور یہ لوگ دل کے روگی شک میں رہتے تھے کبھی کہتے کہ اسلام حق ہے کبھی کہتے باطل ہے ۲۔ معتب ابن قشیر نے کفار کے ہجوم کو دیکھ کر کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ہم کو روم و فارس کی فتح کی خوشخبریاں سناتے تھے اور ہمارا یہ حال کہ خوف کی وجہ سے اپنے ڈیرے سے باہر نہیں نکل سکتے۔ اس کے ساتھ اوروں نے بھی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ مدینہ پاک کو اب یثرب کہنا برا ہے' منافقوں کا طریقہ ہے اور اللہ رسول کے وعدوں میں جلدی کرنی مومن کی شان سے بعید ہے ان کے وعدے سچے ہیں اگرچہ بعض میں دیر لگے اب مدینہ منورہ کو طیبہ' طابہ' مدینہ وغیرہ پیارے الفاظ سے یاد کیا جاوے۔ کیونکہ یثرب کے معنی ہیں مصیبت کی جگہ۔ یہاں فرمایا گیا کہ منافقین اور ضعیف الاعتقاد لوگ اہل مدینہ کو اہل یثرب کہتے ہیں جن بزرگوں نے مدینہ پاک کو یثرب لکھا ہے اس میں تاویل کرنی چاہیے یا تو ان بزرگوں کو ممانعت کی حدیث پہنچی نہیں یا انہوں نے اطراف مدینہ کو یثرب فرمایا ہے نہ کہ شہر مدینہ کو۔ روح البیان نے فرمایا کہ اس علاقہ میں قوم عمالقہ آئی تھی جن کا سردار یثرب ابن عبیل ابن مہلائیل ابن عوص ابن عملاق ابن لاود ابن ارم تھا اس لئے یثرب کہتے تھے یا یہ ثرب سے بنا' بمعنی مصیبت۔ اسی سے ہے تثریب ۴۔ منافقوں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ کفار کا دباؤ زیادہ ہو گیا ہے' اب یہاں نہ ٹھہرو اپنے گھروں کو واپس چلو۔ چنانچہ تمام منافق میدان خندق سے لوٹ گئے وہاں ٹھہرا رہنا مخلص کی علامت ہوئی۔ بھاگ جانا منافق کی پہچان ۵۔ بنی سلمہ اور بنی حارثہ قبیلوں نے بہانے بنا کر واپسی کی اجازت حضور

أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ

یا تم پر مہر فرمانا چاہے اور وہ اللہ کے سوا کوئی حامی نہ پائیں گے

وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿١٧﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنكُمْ

نہ مددگار بے شک اللہ جانتا ہے تمہارے ان کو جو اوروں کو جہاد سے روکتے

وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۖ وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ

ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں ہماری طرف چلے آؤ اور لڑائی میں نہیں آتے

إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٨﴾ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ

مگر تھوڑے تمہاری مدد میں کمی کرتے ہیں پھر جب ڈر کا وقت آئے تم انہیں دیکھو

يَنظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ

گے تمہاری طرف یوں نظر کرتے ہیں کہ انکی آنکھیں گھوم رہی ہیں جیسے کسی پر موت

مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُم بِأَلْسِنَةٍ

چھائی ہو پھر جب ڈر کا وقت نکل جائے تمہیں طعنے دینے لگیں تیز زبان

حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ

سے مال غنیمت کے لالچ میں یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں تو اللہ نے ان کے

اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿١٩﴾ يَحْسَبُونَ

عمل اکارت کر دیئے اور یہ اللہ کو آسان ہے وہ سمجھ رہے ہیں

الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا ۖ وَإِن يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا

کہ کافروں کے لشکر ابھی نہ گئے اور اگر لشکر دوبارہ آئیں تو انکی خواہش ہوگی کہ

لَوْ أَنَّهُم بَادُونَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنبَائِكُمْ

کسی طرح گاؤں میں نکل کر تمہاری خبریں پوچھتے

وَلَوْ كَانُوا فِيكُم مَّا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢٠﴾ لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ

اور اگر وہ تم میں رہتے جب بھی نہ لڑتے مگر تھوڑے بیشک تمہیں

(بقیہ صفحہ ۶۶۹) سے مانگی۔ پہلا گروہ تو بغیر اجازت ہی واپس چلا گیا یہ دوسرا اجازت لینے کی کوشش میں لگا ۶۔ رب تعالیٰ نے ان دونوں گروہوں کو بھاگنے والوں میں شمار فرمایا اور یکساں مجرم قرار دیا ۷۔ یعنی اگر بالفرض ان کے گھر ایسے غیر محفوظ ہوتے کہ جو چاہے ان میں گھس جاوے۔ پھر دشمن ان کے گھروں میں گھس کر ان سے مرتد ہونے کا مطالبہ کرتے تو یہ لوگ فوراً مرتد ہو جاتے۔ کیونکہ ان کے دل میں ایمان نہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے کسی چیز کا عہد کرنا گویا رب سے عہد کرنا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ کے نائب اعظم اور مختار مطلق ہیں۔ اسی طرح اپنے شیخ سے عہد گویا حضور سے عہد ہے۔ اس آیت سے اشارۃً بیعت کا ثبوت ہے' رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ بیعت کی حقیقت یہ ہی ہے کہ کسی مقبول الٰہی کے ذریعے رب سے عہد و پیمان کرے اور ان عہدوں کو پورا کرے۔ یہ ایسے ہی ضروری ہیں جیسے رب کے عہد کا پورا کرنا یعنی بنی حارثہ اور بنی سلمہ نے جنگ کے بعد آپ سے عہد کیا تھا کہ ہم احد میں تو بھاگ گئے تھے مگر اب کبھی دشمن کے مقابل سے نہ بھاگیں گے لیکن آج اس عہد سے پھر گئے ۹۔ یعنی جیسے قیامت میں اور چیزوں کا حساب و کتاب سوال و جواب ہو گا ایسے ہی ان سے اپنے عہد و پیمان کا بھی حساب ہو گا۔ ۱۰۔ یعنی اس بھاگ جانے میں تم پر جہاد سے فرار کا گناہ تو ہو جاوے گا مگر کوئی دنیاوی فائدہ حاصل نہ ہو گا۔ اگر تمہاری تقدیر میں آج موت یا قتل لکھا ہے تو ضرور پہنچے گا۔ اور اگر آج تمہاری موت نہیں ہے تو کچھ دن بعد ضرور مرو گے تو تھوڑی سی موہومہ زندگی کے لئے اتنے بڑے گناہ کا بوجھ کیوں اٹھاتے ہو۔

۱۔ یہاں برائی سے مراد ان کی موت یا قتل ہے جو انہیں ناگوار ہے اور رحمت سے مراد زندگی اور امن ہے جو انہیں رحمت معلوم ہوتی ہے ورنہ مومن تو شہادت کی موت کو رحمت اور جہاد سے بھاگنے کے بعد کی زندگی کو عذاب جانتا ہے ۲۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ موت یقیناً" آنی ہے اس سے بھاگ نہیں سکتے۔ دوسرے یہ کہ اسباب اور جنگ سے بھاگنا موت کو ٹال نہیں سکتا۔ تیسرے یہ کہ جو خدا کو چھوڑ کر خدائی کو دوست بنائے وہ بڑا بیوقوف ہے اور جو خدا کی محبت میں خدائی کو چھوڑے وہ کامیاب ہے' انجام کی بھلائی پائے گا۔ خیال رہے کہ اللہ کے مقبول بندوں کی مدد اللہ کی مدد ہے۔ آیتہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر رب تمہارا برا چاہے تو تمہارا کوئی مددگار نہیں جو اس کے عذاب سے بچالے۔ ۳۔ یہود نے منافقوں کو خفیہ پیغام بھیجا کہ ہم تمہارے سچے خیر خواہ ہیں اگر تم حضور کے ساتھ رہے تو ابو سفیان تمہیں تباہ کر دیں گے اور اگر تم ہمارے پاس آ گئے تو تمہارا بال بیکا نہ ہو گا۔ منافقوں نے مسلمانوں کو خفیہ طور پر رغبت دی۔ جس قدر یہ منافق مسلمانوں کو ڈراتے تھے اسی قدر مومنوں کے ایمان اور زیادہ مضبوط ہوتے تھے۔ اور ان کا استقلال اور بڑھتا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ جب مرنا ہی ہے تو بہتر ہے کہ جناب مصطفیٰ کے قدموں میں دم نکلے ۴۔ اور وہ بھی محض ریاکاری یا مسلمانوں کو بہکانے اور ان کو بزدل بنانے کی کوشش کرنے کے لئے' لہٰذا ان کا جہاد میں آنا عبادت نہیں کفر ہے ۵۔ جیسے مرتے یا ڈوبتے وقت آنکھیں ایسی گھومتی ہیں جیسے آدمی پانی پر تیرے ۶۔ کہ ان کے چہروں کے رنگ ان کے دل کے خوف کا پتہ دیتے ہیں اور مومن پر اطمینان کے آثار ہوتے ہیں ۷۔ اس طرح کہ مسلمانوں کو فتح نصیب ہو اور غنیمت ہاتھ آئے ۸۔ اور کہتے ہیں کہ ہم کو غنیمت کا حصہ زیادہ دو ہم نے بہادری کی تھی۔ تم ہماری وجہ سے غالب ہوئے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ وقت پر ساتھ نہ دینا اور زبان سے دعویٰ محبت کرنا منافقوں کا کام ہے۔ مومن

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ

رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے لے اس کے لئے کہ اللہ اور پچھلے

وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ

دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے ۲ اور جب مسلمانوں نے کافروں کے

الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ

لشکر دیکھے بولے یہ ہے وہ جو ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے ۳ اور

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّ

سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے اور اس سے انہیں نہ بڑھا مگر ایمان اور اللہ کی رضا

تَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا

پر راضی ہونا ۴ مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے

اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ

کیا تھا ۵ تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا ۶ اور کوئی راہ دیکھ

يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ لِّيَجْزِىَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ

رہا ہے ۷ اور وہ ذرا نہ بدلے ۸ تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ

بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ

کا صلہ دے ۹ اور منافقوں کو عذاب کرے اگر چاہے یا انہیں توبہ

عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَرَدَّ اللّٰهُ

دے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۱۰ اور اللہ نے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا وَكَفَى اللّٰهُ

کافروں کو ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ پلٹایا کہ کچھ بھلا نہ پایا ۱۱ اور اللہ

الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾

نے مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت فرما دی ۱۲ اور اللہ زبردست عزت والا ہے

(بقیہ صفحہ ۶۷۰) کی شان یہ ہے کہ کلام کم کرے کام زیادہ کرے۔ اسی لئے رب نے بولنے کے لئے زبان ایک اور دیگر کام کرنے کے لئے اعضاء دو دو دیئے ہیں ۱۰۔ منافقوں کی نیکیاں برباد کر دیں، معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں اور منافقوں کافروں کے تمام صدقات و خیرات اچھے کام برباد ہیں۔ جیسے بغیر بنیاد مکان۔ خیال رہے کہ یہاں برباد فرمانے سے مراد ہے بربادی کو ظاہر فرمانا۔ ورنہ ان کے اعمال تو اول سے ہی درست نہ تھے ۱۱۔ چنانچہ رب تعالیٰ ایک آن میں عمر بھر کی نیکیاں رد فرما سکتا ہے اور ایک آن میں عمر بھر کے گناہ بخش دینے پر بھی قادر ہے ۱۲۔ یعنی ان منافقوں کی بزدلی کا یہ حال ہے کہ اگرچہ اس تیز ہوا اور فرشتوں کی مدد سے تمام کفار بھاگ چکے ہیں مگر ان کے دلوں کو اب تک اعتبار نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ابھی وہ بھاگے نہیں اب آیا ہی چاہتے ہیں ۱۳۔ یعنی ان منافقوں کی بے ہمتی کا یہ عالم ہے کہ اگر بفرض محال کفار کے لشکر دوبارہ مدینہ منورہ پر چڑھائی کر دیں تو اب کی بار یہ لوگ مدینہ پاک کو ہی چھوڑ کر دیہات میں بھاگ جائیں اور لوگوں سے تمہاری ہار جیت کی خبریں پوچھ لیا کریں خود مدینہ منورہ آنے کی ہمت کبھی نہ کریں۔ خیال رہے کہ یہ کلام بطریق فرض ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے بعد خبر دے دی تھی کہ اب آئندہ انشاء اللہ ہم ان پر حملہ آور ہوں گے۔ وہ ہم پر حملہ آور نہ ہوں گے۔ بفضلہ تعالیٰ ایسے ہی ہوا ۱۴۔ یعنی دوبارہ جنگ خندق ہونے پر ہمراہ بھی جاتے تو صرف ریاکاری کے لئے جنگ میں شرکت کرتے۔ یہ بھی کلام تقدیر اور فرض پر مبنی ہے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ حضور کی زندگی شریف سارے انسانوں کے لئے نمونہ ہے جس میں زندگی کا کوئی شعبہ باقی نہیں رہتا اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ رب نے حضور کی زندگی شریف کو اپنی قدرت کا نمونہ بنایا۔ کاریگر نمونہ پر اپنا سارا زورِ صنعت صرف کر دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کامیاب زندگی وہی ہے جو ان کے نقش قدم پر ہو اگر ہمارا جینا مرنا، سونا جاگنا حضور کے نقش قدم پر ہو جائے تو یہ سارے کام عبادت بن جائیں۔ نمونے میں پانچ چیزیں ہوتی ہیں۔ نمبر ۱ اسے ہر طرح مکمل بنایا جاتا ہے۔ نمبر ۲ اس کو بیرونی غبار سے پاک رکھا جاتا ہے۔ نمبر ۳ اس کو چھپایا نہیں جاتا۔ نمبر ۴ اس کی تعریف کرنے والے سے صانع خوش ہوتا ہے۔ نمبر ۵ اس میں عیب نکالنے پر ناراض ہوتا ہے۔ نبی اکرم میں یہ پانچ باتیں موجود ہیں۔ ۲۔ علماء فرماتے ہیں کہ جس مومن میں یہ تین وصف جمع ہو جائیں، حضور کی اتباع، اللہ سے امید اور رب کا ذکر کثیر وہ دنیا و آخرت میں عیش میں رہے کیونکہ اسے مصیبت میں صبر اور راحت میں شکر نصیب ہوتا ہے ۳۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نے پہلے ہی خبر دے دی تھی کہ تم پر نو یا دس راتوں میں کفار کے لشکر حملہ آور ہونے والے ہیں۔ جب مسلمانوں نے یہ لشکر دیکھے تو ان کے ایمان اور زیادہ قوی ہو گئے کہ حضور کی رسالت کو انہوں نے آنکھوں دیکھ لیا۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے لئے مصیبت بھی اللہ کی رحمت ہے کہ وہ صبر کر کے صابروں کا درجہ حاصل کرتا ہے اور اللہ رسول کی تصدیق سے اس کی ایمانی قوت زیادہ ہو جاتی ہے ۵۔ جیسے حضرت عثمان غنی اور طلحہ، سعید، حمزہ اور حضرت مصعب ابن عمیر کہ ان بزرگوں نے رب سے عہد کیا تھا کہ اگر جہاد کا موقع ہم کو ملا تو ثابت قدم رہیں گے۔ پھر انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی نیکیاں ایسی کامیاب ہیں کہ ان کی قبولیت کا پروانہ رب نے دیا۔ ۶۔ اس طرح کہ جہاد میں ثابت قدم رہتے ہوئے جام شہادت نوش کر لیا۔ جیسے حضرت حمزہ اور مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہم ۷۔ یعنی وہ ابھی تک

(بقیہ صفحہ ۶۷۱) شہید تو نہ ہوئے مگر جام شہادت کے ایسے منتظر ہیں جیسے دولہا اپنی شادی کی تاریخ کا ۸ۓ معلوم ہوا کہ جو مردود کہے کہ صحابہ کرام حضور کے پردہ فرمانے کے بعد ایمان سے پھر گئے اور انہوں نے اپنا دین تبدیل کر دیا وہ اس آیت کا منکر ہے۔ ان کے متعلق رب تعالیٰ نے اعلان فرما دیا کہ یہ حضرات بالکل نہ بدلے۔ حضرت انس ابن نضر نے جنگ احد میں سنا کہ حضور شہید کر دیئے گئے تو بولے کہ اب جینے کا مزہ کیا جس راستہ پر حضور گئے ہیں میں بھی اسی راستہ پر جاؤں گا۔ یہ کہا اور تلوار اٹھائی بعد میں ان کی نعش مبارک ملی۔ ان کے جسم شریف پر ۸۳ زخم تھے رضی اللہ عنہ ۹ۓ چنانچہ دنیا میں جو صلہ انہیں رب نے دیا وہ ہم آنکھوں دیکھ رہے

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ

اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی [۱] انہیں ان کے قلعوں سے

صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا

اتارا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالا [۲] ان میں ایک گروہ کو

تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ

تم قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو قید [۳] اور ہم نے تمہارے ہاتھ لگائے انکی زمین

وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

اور انکے مکان [۴] اور ان کے مال اور وہ زمین جس پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا ہے [۵] اور اللہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ

ہر چیز پر قادر ہے اے غیب بتانے والے (نبی) اپنی بیبیوں سے فرما دے [۶]

اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ

اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو [۷] تو آؤ میں

اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ

تمہیں مال دوں [۸] اور اچھی طرح چھوڑ دوں [۹] اور اگر تم اللہ

تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ

اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو [۱۰] تو بے شک اللہ نے تمہاری

لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ

نیکی والیوں کے لئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے [۱۱] اے نبی کی بیبیو جو تم

يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ

میں صریح حیا کے خلاف کوئی جرأت کرے [۱۲] اس پر اوروں سے دونا عذاب

ضِعْفَيْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

ہوگا [۱۳] اور یہ اللہ کو آسان ہے [۱۴]

ہیں کہ صدہا برس گزر جانے کے باوجود دنیا انہیں خیر سے یاد کر رہی ہے زمانہ ہر چیز کو مٹا دیتا ہے۔ مگر ان کا ذکر خیر نہ مٹ سکا ۱۰ۓ اس میں اشارۃً خبر دی گئی ہے کہ بعض منافقین کو توبہ کی توفیق ملے گی اور بعض اپنے نفاق پر قائم رہ کر دنیا کی رسوائی و آخرت کے عذاب کے مستحق ہوں گے ۱۱ۓ یعنی جنگ احزاب والے کفار جو تمنائیں دلوں میں لے کر آئے تھے نہ پا سکے اور منہ کی کھا کر شرمندہ و ناکام واپس ہوئے ۱۲ۓ کہ مسلمانوں کو جنگ کرنی ہی نہ پڑی۔ ہوا کی سختی اور فرشتوں کی تکبیروں سے کفار تمام کے تمام بھاگ گئے۔اس سے معلوم ہوا کہ اگر رب چاہے تو مسلمانوں کو ہوا کے ذریعے سے اور اپنے محبوب کو مکڑی کے کمزور جالے کے وسیلے سے دشمن سے بچا لے اور چاہے تو فرعون کو مضبوط قلعہ سے نکال کر غرق کر دے ابابیل سے فیل ہلاک فرما دیئے۔

ع ۳ ۱۹

اۓ اس آیت میں غزوہ بنی قریظہ کا ذکر ہے جو ذیقعدہ ۵ھ میں واقع ہوا۔ جس کا واقعہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود بنی قریظہ کے ساتھ معاہدہ کیا تھا کہ ہمارے مقابل دشمن کی مدد نہ کرنا۔ غزوہ خندق میں ان یہود نے اپنا یہ عہد توڑ دیا۔ جب حضور خندق سے بخیریت واپس آئے تو دوپہر کے وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں سر مبارک دھو رہے تھے کہ جبریل امین حاضر ہو کر کہنے لگے کہ آپ نے ہتھیار کھول لئے ابھی تک فرشتوں نے ہتھیار نہ کھولے ہیں۔ رب کا حکم ہے کہ بنی قریظہ پر جہاد کیا جائے چنانچہ حضور نے مدینہ پاک میں اعلان فرما دیا کہ سب مسلمان بنی قریظہ پہنچ کر نماز عصر پڑھیں۔ چنانچہ سب لوگ تیار ہو گئے۔ بعض عصر پڑھ کر سوار نہ ہوئے اور بعض حضرات عشاء کے بعد وہاں پہنچے مگر عصر وہاں جا کر ہی پڑھی۔ کسی پر اعتراض نہ ہوا۔معلوم ہوا کہ خطا اجتہادی پر پکڑ نہیں۔ حضور نے عبداللہ ابن ام مکتوم کو مدینہ منورہ پر عامل بنایا حضرت علی کو جھنڈا عنایت فرمایا۔ اور بنی قریظہ کے محلات کا محاصرہ فرما لیا پچیس دن یہ محاصرہ رہا۔آخر یہود نے تنگ آ کر حضرت سعد ابن معاذ کا حکم مان لیا اور قلعوں سے اتر آئے۔ حضرت سعد نے حکم دیا کہ ان کی عورتیں اور بچے قید کر لئے جائیں اور جوان لوگ قتل کر دیئے جائیں۔ چنانچہ مدینہ منورہ میں خندق کھدوا کر بالغ مرد قتل کر دیئے گئے جن کی تعداد چھ سو تھی اور بچے عورتیں قید کر لئے گئے جن کی تعداد سات سو تھی اور بنی قریظہ کی جائیدادیں و مال مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ ریحانہ بنت شمول گرفتار ہو کر آئیں جو آزاد کر کے حضور کے نکاح میں داخل کی گئیں اس غزوہ میں پندرہ سو تلواریں تین سو زرہ دو ہزار نیزے پانچ سو ڈھالیں اور بے شمار مال مویشی زمین مسلمانوں کو حاصل ہوئیں (روح و خزائن) ۲ۓ معلوم ہوا کہ کافروں کے دل میں مومن کے ایمان کا قدرتی رعب ہوتا ہے جس قدر قوت ایمانی زیادہ اتنا ہی رعب زیادہ بلکہ بعض مومنوں کا رعب جانوروں کے دل میں بھی تھا۔ حضرت سفینہ کے سامنے شیر دم ہلاتا ہوا کتے کی طرح آیا ۳ۓ ان کے

بقیہ صفحہ ۹۶۶ پر